

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَأَخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (سورہ یونس: ۶۲)

مختصر حالات بزرگان

چشت اہل بہشت

(المعروف بہ "سرکار غریب نواز")

تالیف لطیف

قطب الہند حضرت مولانا الحاج حکیم احمد حسن منورویؒ

(۱۳۱۷ھ / ۱۹۰۰ء - ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء)

تحقیق و حواشی

اختر امام عادل قاسمی

(نبیرہ حضرت مؤلفؒ)

مفتی ظفیر الدین اکیڈمی جامعہ ربانی منوروا شریف بہار الہند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَأَخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (سورہ یونس: ۶۲)

مختصر حالات بزرگان

چشت اہل بہشت

(المعروف بہ "سرکار غریب نواز")

تالیف لطیف

قطب الہند حضرت مولانا الحاج حکیم احمد حسن منورویؒ

(۱۳۱۷ھ / ۱۹۰۰ء - ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء)

تحقیق و حواشی

اختر امام عادل قاسمی

(نبیرہ حضرت مؤلفؒ)

مفتی ظفیر الدین اکیڈمی جامعہ ربانی منوروا شریف بہار الہند

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:	مختصر حالات بزرگان چشت اہل بہشت (المعروف بہ "سرکار غریب نواز")
تالیف:	قطب الہند حضرت مولانا حکیم سید احمد حسن منورویؒ
تحقیق و حواشی:	اختر امام عادل قاسمی (نبیرہ حضرت مؤلف)
سن اشاعت:	۱۴۴۲ھ / ۲۰۲۰ء
صفحات:	88
قیمت:	60
ناشر:	جامعہ ربانی منوروا شریف، پوسٹ سوہما، ضلع سمستی پور بہار

ملنے کے پتے

☆ مفتی ظفیر الدین اکیڈمی، جامعہ ربانی منوروا شریف، پوسٹ: سوہما، وایا: بہتان، ضلع سمستی پور بہار، 848207-رابطہ نمبرات: 9934082422 - 9473136822 ویب سائٹ:

www.jamiarabbani.org email. Jamia.rabbani@gmail.com

☆ مکتبہ الامام، سی 212، شاہین باغ، ابوالفضل انکلیو پارٹ ۲، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی 25

خانقاہ چشت میں جس نے قدم پہلا رکھا
دوسرا اس کا قدم یارو! فنا فی اللہ ہوا
"قاب قوسین" اس کے آگے ایک "ادنیٰ" ہے مقام
واں پہونچ کر کچھ نہ پوچھو کیا سے کیا وہ کیا ہوا¹

¹- یہ معروف شاعر محبت و معرفت علامہ راز احمد المعروف بہ "شاہ نیاز احمد بریلوی" (ولادت: ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء بمقام سرہند - وفات ۶/ جمادی الثانیہ ۱۳۵۰ھ مطابق ۹/ اکتوبر ۱۹۳۲ء بمقام بانس بریلی) کے اشعار ہیں، البتہ پہلے شعر کا مصرعہ ثانی "دیوان نیاز میں اس طرح ہے "دوسرا اس کا قدم پھر عرش کے بالا پڑا" (دیکھئے: دیوان نیاز بے نیاز ص ۸ ناشر: شاہ محمد حیدر اطہر میاں نیازی، جولائی ۲۰۰۲ء)۔ حضرت منورویؒ نے کچھ ترمیم کے ساتھ اس کو شامل کیا ہے۔

☆ دوسرے شعر میں آیت کریمہ فکان قاب قوسین اودنئی (النجم: ۹) سے تلمیح کی گئی ہے، اور اس میں "ادنیٰ" سے مراد قرب ہے، یہ بھی ایک مقام ہے، یہ اردو زبان کا ادنیٰ نہیں ہے، اس میں شاعر نے مقامات قرب اور فنایت کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔



کتاب کی پہلی اشاعت کے ٹائٹل کا عکس، جو ۱۰/ نومبر ۱۹۶۱ء کو جہانگیر پریس کشن گنج سے طبع ہوئی تھی، اور اس کی کتابت جناب خلیل احمد پورنوی نے کی تھی۔

مندرجات کتاب

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحات
۱	تعارف کتاب	۱۱
۲	کتاب کی پہلی اشاعت	۱۲
۳	کتاب کی دوسری اشاعت اور خصوصیات	۱۲
۴	تمہید از مؤلف	۱۶
۵	تصوف کی ہمہ گیری	۱۸
۶	مولائے کائنات حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ	۱۹
۷	امام الاولیاء حضرت خواجہ حسن بصریؒ	۱۹
۸	حضرت شیخ عبدالواحد بن زیدؒ	۲۰
۹	حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ	۲۱
۱۰	حضرت سلطان ابراہیم بن ادہمؒ	۲۱
۱۱	حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ	۲۲
۱۲	حضرت شیخ ہبیرہ بصریؒ	۲۳
۱۳	شیخ المشائخ حضرت مشاد علوی دینوریؒ	۲۳
۱۴	شمس الاولیاء حضرت خواجہ اسحاق شامیؒ	۲۴
۱۵	حضرت سیدنا خواجہ احمد ابدال چشتیؒ	۲۵
۱۶	حضرت سیدنا شیخ ابو محمد چشتیؒ	۲۵
۱۷	حضرت خواجہ سیدنا ابویوسف چشتیؒ	۲۶

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحات
۱۸	حضرت سیدنا خواجہ مودود چشتیؒ	۲۶
۱۹	حضرت خواجہ حاجی شریف زندیؒ	۲۷
۲۰	حضرت سیدنا خواجہ عثمان ہارونیؒ	۲۷
۲۱	حضرت سیدنا خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتیؒ	۲۸
۲۲	ولادت و خاندان	۲۸
۲۳	سلسلہ پدری	۲۹
۲۴	نسب نامہ مادری	۳۰
۲۵	ولادت سے پیشتر حیرت انگیز کرامت کا ظہور	۳۰
۲۶	تعلیم و تربیت	۳۱
۲۷	ایک مرد مجذوب سے ملاقات	۳۲
۲۶	حضرت خواجہ بزرگؒ کے پیر طریقت	۳۳
۲۹	سیر و سیاحت	۳۴
۳۰	ایک منکر صوفیاء حکیم صاحب کی اصلاح اور بیعت	۳۶
۳۱	سرکار غریب نواز کا سفر حج	۳۷
۳۲	بارگاہ رسالت سے ہندستان کو روانگی کا حکم	۳۸
۳۳	خواجہ غریب نوازؒ کی حجاز سے واپسی	۳۸
۳۴	اجمیر کا حال	۴۱
۳۵	سرکار غریب نوازؒ اجمیر میں	۴۱

صفحہ	مضامین	سلسلہ نمبر
۴۲	بچھیا دودھ دینے لگی	۳۶
۴۲	پجاریوں کے چہرے فق ہو گئے	۳۷
۴۳	جے پال جوگی کو شکست فاش اور قبول اسلام	۳۸
۴۵	شادی دیوجن کا قبول اسلام	۳۹
۴۵	پر تھوی راج کا غصہ	۴۰
۴۶	غیبی طاقت کا ادنیٰ کرشمہ	۴۱
۴۷	سرکار غریب نواز شادی دیو کی قیام گاہ پر	۴۲
۴۷	شہاب الدین غوری کا لشکر	۴۳
۵۰	سلطان شہاب الدین خواجہ غریب نواز کے قدموں پر	۴۴
۵۱	شان فقر و درویشی	۴۵
۵۳	سرکار غریب نواز کی ازواج و اولاد سعیدہ	۴۶
۵۴	سرکار غریب نواز کے چند ممتاز خلفاء	۴۷
۵۵	کرامات خواجہ	۴۸
۵۵	شمس الدین التمش کی بادشاہت کی پیش گوئی	۴۹
۵۵	ارادہ قتل سے باخبر ہو گئے	۵۰
۵۶	آپ کی دعا سے مردہ زندہ ہو گیا	۵۱
۵۶	ولی کی علامات	۵۲
۵۶	سرکار غریب نواز کا وصال	۵۳

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحات
۵۴	حضرت خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکیؒ	۵۷
۵۵	حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ	۶۱
۵۶	بابا صاحب مسند خلافت پر	۶۳
۵۷	ازواج و اولاد	۶۴
۵۸	وصال پر ملال	۶۵
۵۹	سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ	۶۶
۶۰	آزمائشیں	۶۷
۶۱	"ہنوز دلی دور است"	۶۸
۶۲	حضرت سیدنا مخدوم علاء الدین صابر عاشق الہیؒ	۶۹
۶۳	حضرت مخدومؒ، بابا صاحبؒ کی خدمت میں	۷۱
۶۴	دربار رسالت ﷺ کا انعام	۷۲
۶۵	شان جلال و جبروت	۷۴
۶۶	ڈھائی سو سال کے بعد برق جلال کی مستوری	۷۶
۶۷	تاج العارفین خواجہ شمس الدین ترک پانی پتیؒ	۷۷
۶۸	شیخ العارفین حضرت خواجہ جلال الدین پانی پتی	۷۷
۶۹	حضرت خواجہ عبدالحق رودلوویؒ	۷۸
۷۰	حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ	۷۸
۷۱	حضرت خواجہ رکن الدینؒ	۷۹

صفحات	مضامین	سلسله نمبر
۷۹	حضرت شیخ عبدالاحدؒ	۷۲
۸۱	اذکار و اشغال کا بیان	۷۳
۸۲	شجرہ عالیہ چشتیہ	۷۴
فہرست حواشی		
۳۲	حضرت ابراہیم مجذوب قندوزیؒ	۷۵
۳۹	حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ	۷۶
۴۴	شیخ عبداللہ بیابانیؒ	۷۷
۸۷	مآخذ و مراجع	۷۸

تعارف کتاب

اختر امام عادل قاسمی

اس کتاب کا اصل نام "مختصر حالات بزرگان چشت اہل بہشت" ہے، جیسا کہ حضرت مؤلفؒ نے اندرون کتاب تمہیدی سطور میں خود اس کا ذکر فرمایا ہے، لکھتے ہیں:

"اما بعد: خاکسار احمد حسن ساکن منور و اڈا کخانہ صلحا بزرگ ضلع در بھنگہ راہ خدا کے طالبوں کی خدمت میں "مختصر حالات بزرگان چشت اہل بہشت" تحریر کر کے آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہے امید کہ قبول فرما کر دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے"²

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس کتاب میں حضرت غریب نوازؒ کے علاوہ سلسلہ چشت کے اکثر مشائخ کا ذکر اختصار اور جامعیت کے ساتھ کیا گیا ہے، البتہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے حالات نسبتاً تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں، نیز ہندوستان میں بانی سلسلہ آپ ہی کی ذات گرامی ہے، اس لئے یہ کتاب "سرکار غریب نوازؒ" کے نام سے مشہور ہوئی۔

علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ ابتداءً حضرت مؤلفؒ نے صرف حضرت غریب نوازؒ کی سوانح عمری لکھنے کا ارادہ کیا ہو، لیکن دوران تالیف دیگر بزرگان عظام کے حالات بھی ضمناً شامل ہوتے چلے گئے، اور یہ حضرت مؤلفؒ کے پورے سلسلہ چشت کی نمائندہ کتاب بن گئی، اس کی تائید حضرت منورویؒ کے ایک خط (مرقومہ ۷/دسمبر ۱۹۶۰ء مطابق ۱۶/جمادی الثانیۃ ۱۳۸۰ھ) سے ہوتی ہے جو انہوں نے جناب محمد وارث علی صاحب رئیس سورجاپور (ضلع اتر

² - مختصر حالات بزرگان چشت اہل بہشت المسمی بہ "سرکار غریب نوازؒ" ص ۲ مؤلفہ حضرت منورویؒ، باہتمام: جناب محمد لقمان صاحب قادری چشتی، موضع مانسکول ضلع بچیم دیناچور، سن طباعت ۱۰/نومبر ۱۹۶۱ء، طبع اول۔

دینا چپور بنگال) کو لکھا ہے، لکھتے ہیں:

"۲۹/ جمادی الثانی تک ان شاء اللہ حاضر خدمت ہونے کی کوشش کریں گے
،۔۔ خواجہ غریب نوازؒ کی مکمل سوانح عمری لکھی جا چکی ہے، ان شاء اللہ لیتے
آئیں گے"

البتہ جن مشائخِ چشت کا ذکر اس سے قبل شائع ہونے والی کتاب "مختصر حالات
نقشبندیہ مجددیہ" میں آچکا تھا، ان کا اعادہ اس کتاب میں نہیں کیا گیا ہے، جیسا کہ حضرت مولف
نے خود اپنی اسی کتاب میں آخری زیر تذکرہ بزرگ حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے حالات
کے اختتام پر اس کا ذکر کیا ہے³۔

☆ کتاب کے آخر میں سلسلہ چشتیہ کا منظوم شجرہ بھی شامل ہے، جو کئی شجرات کو
سامنے رکھ کر حضرت مولف نے مرتب کیا ہے، اس شجرہ میں حضرت مولانا شاہ ابوالخیر مجددی
دہلویؒ، حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددیؒ اور حضرت منورویؒ وغیرہ کے اسماء گرامی
بھی موجود ہیں۔

کتاب کی پہلی اشاعت

اس کتاب کا مسودہ حضرت منورویؒ کے دوسرے حج سے قبل جمادی الثانیہ ۱۳۸۰ھ
/ دسمبر ۱۹۶۰ء میں تیار ہو گیا تھا، جیسا کہ مذکورہ بالا مکتوب سے ظاہر ہوتا ہے، لیکن اس کی
طباعت کی نوبت حج ثانی کے بعد آئی، اور یہ ۱۰/ نومبر ۱۹۶۱ء مطابق ۳۰/ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ
کو جہانگیر پریس کیشن گنج سے شائع ہوئی، کتاب کے سرورق پر ناشر کی جگہ پر جناب محمد لقمان

³ - ملاحظہ کریں: "مختصر حالات بزرگانِ چشت اہل بہشت المسما بہ" سرکار غریب نوازؒ ص ۱۰۱، باہتمام: جناب محمد
لقمان صاحب قادری چشتی، موضع مانسکول ضلع پچیم دینا چپور، سن طباعت ۱۰/ نومبر ۱۹۶۱ء، طبع اول۔

صاحب قادری چشتی عرف میگھو، مقام مانسکول ضلع پچھم دیناچپور کا نام درج ہے، نیز کتاب کے آخری صفحہ (۱۱۲) پر "حسب فرمائش" کے عنوان سے نو (۹) حضرات کا ذکر کیا گیا ہے، غالباً ان حضرات نے طباعت کے اخراجات میں حصہ لیا ہوگا، ان کے اسماء گرامی کتاب کے مطابق حسب ذیل ہیں:

(۱) جناب مولوی حاجی فقیر محمد صاحب چشتی مظہری متولی مدرسہ غوثیہ مظہریہ قمر گنج مقام ضیا گا چھی۔

(۲) جناب منشی عبدالمجید صاحب قادری چشتی مہتمم مدرسہ مظہر العلوم ربانیہ رئیس ضیا گا چھی، ڈاکخانہ دکلولہ ضلع پچھم دیناچپور

(۳) جناب محمد وارث علی صاحب نقشبندی چشتی رئیس سورجاپور، دکلولہ ضلع پچھم دیناچپور

(۴) جناب عین الدین صاحب نقشبندی چشتی رئیس مانسکول دکلولہ ضلع پچھم دیناچپور⁴

(۵) جناب مولوی ولی اصغر صاحب نقشبندی رئیس لوٹیا باری ضلع پورنیہ

(۶) امین عبدالستار صاحب مظہری مقام ضیا گا چھی، دکلولہ ضلع پچھم دیناچپور

(۷) جناب منشی شمس الدین قادری چشتی مانسکول، ڈاک خانہ دکلولہ ضلع پچھم دیناچپور

(۸) حاجی منظور احمد صاحب موضع مصرولیا ضلع مظفر پور

(۹) حاجی محمد ابراہیم صاحب موضع منوروا ضلع در بھنگہ۔⁵

⁴ - تاریخ وفات ۶ / ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۷ / مارچ ۱۹۷۸ء

⁵ - ان حضرات کے حالات کے لئے رجوع فرمائیں "حیات قطب الہند حضرت منوروی"

ان حضرات میں سے اب کوئی اس دنیا میں باقی نہیں ہے۔

یہ کتاب شائع ہوئی تو حضرت منورویؒ اس کے بہت سے نسخے لے کر بارگاہِ اجمیر شریف حاضر ہوئے اور وہاں کے خدام اور حاضرین و زائرین میں مفت تقسیم فرمائے، یہ دربارِ خواجہؒ سے آپ کے گہرے انس اور عقیدت کی علامت تھی۔

حج سے واپسی پر دربارِ خواجہؒ میں حاضری غالباً اس نیابتِ ہند کی توثیق کے لئے بھی تھی جس کے لئے دربارِ رسالت ﷺ سے آپ کو ہندوستان واپس بھیجا گیا تھا۔ یہ کتاب اب عام طور پر نایاب ہے، اس کا دوسرا ایڈیشن اب تک شائع نہیں ہوا تھا۔

کتاب کی دوسری اشاعت اور خصوصیات

اب یہ دوسری اشاعت آپ کے ہاتھوں میں ہے، جو تحقیقات و حواشی سے مزین ہو کر پیش کی جا رہی ہے، اور کوشش کی گئی ہے کہ کتاب بہتر سے بہتر صورت میں اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچے۔

اس کتاب میں حقیر راقم الحروف نے کئی کام کئے ہیں:

☆ کتابت و طباعت کی بہت سی غلطیاں موجود تھیں، حتی الامکان ان کی تصحیح کی گئی

ہے۔

☆ کتاب میں مذکور آیات و احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔

☆ جن بزرگوں کے حالات نہایت اختصار کے ساتھ مذکور ہیں، وہاں تفصیلی مراجع

کی نشاندہی کی گئی ہے، تاکہ تفصیل کے خواہشمند حضرات وہاں رجوع کر سکیں۔

☆ بعض جگہ ترتیب میں خلط یا ابہام محسوس ہو اس کو دور کیا گیا ہے۔

☆ کئی مقامات پر ذیلی عناوین کا اضافہ کیا گیا ہے، یا حسب موقعہ عنوان میں ترمیم کی

گئی ہے۔

☆ ہجری تاریخوں کے ساتھ انگریزی تواریخ کی تطبیق بین القوسین پیش کی گئی ہے
 ☆ کتاب میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ حضرت مؤلفؒ کی اصل عبارت بعینہ
 برقرار رکھی جائے، جہاں کسی تشریحی نوٹ یا اضافہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو بین القوسین
 یا حاشیہ میں یہ خدمت انجام دی گئی ہے۔

اس طرح امید ہے کہ کتاب کا یہ ایک صحیح ترین نسخہ تیار ہو گیا ہے، پھر بھی کوئی
 انسانی کام نقائص اور کمزوریوں سے پاک نہیں ہے، اہل علم سے گزارش ہے کہ ایسی کوئی
 فروگزاشت محسوس ہو تو حقیر راقم الحروف کو اس سے آگاہ فرمائیں، فجزاہم اللہ احسن
 الجزاء۔

اختر امام عادل قاسمی

یکے از غلامان آستانہ حضرت احمد حسنؒ

منوروا شریف، سمستی پور

۱۹ / صفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۷ / اکتوبر ۲۰۲۰ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید از مولف

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد افضل صلواتک
بعدد معلوماتک وبارک وسلم علیہ

ساری تعریفیں ہیں لائق بس خدا کے واسطے

حمد و مدحت اس کی ذات کبریا کے واسطے

عظمت و سطوت اسی رب العلا کے واسطے

ہوں درود برکتیں اس ذات اقدس پر تمام

رحمت و الطاف حق ہیں جس کا حصہ لا کلام

زیر وبالاسب بنا جس کی رضا کے واسطے

وہ نہ ہوتا تو نہ ہوتا یہ جہان کائنات

واسطے سے اس کے عالم کو ملا پائے ثبات

ذات احمد فخر ہے ارض و سماء کے واسطے

رحمت حق ہو پیارے ان کے کل اصحاب پر

ان کی آل پاک پر انصار اور احباب پر

رہبر کامل ہیں جو خلق خدا کے واسطے

بعد ان کے ہادیان دین پیران کرام

کوششوں سے جن کی قائم دین برحق کا نظام

جن کی مرگ وزیست ہے حق کی رضا کے واسطے

اما بعد! خاکسار احمد حسن ساکن منور واڈا کخانہ صلحا بزرگ ضلع در بھنگہ راہ خدا کے

طالبوں کی خدمت میں "مختصر حالات بزرگانِ چشت اہل بہشت" پیش کرتا ہے، امید کہ قبول فرما کر دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔

تصوف کی ہمہ گیری

تصوف ابتدا سے ہے اور آخر تک رہے گا، کسی زمانے میں اس نے عروج حاصل کیا اور کسی زمانے میں زوال، اس دور ضلالت میں حقیقی صوفی گمنامی کا لباس اوڑھے ہوئے پوشیدہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اسلام میں فنا، بقاء، کشف، شہود، لطائف، روشن تصور اور پرواز سب کچھ موجود ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ⁶

تمہارے اندر ہی سب کچھ موجود ہے، تمہارے قلب ہی میں اللہ کی نشانیاں موجود ہیں، پھر کیا تم ان نشانیوں کو نہیں دیکھتے؟ ہم نے تمہارے قلب میں گونا گوں صفات پیدا کر دی ہیں، تم کو شش کرو اور جس طرح اور دنیا کی سیر کرتے ہو تاکہ اس میں تمہیں انوارِ الہی نظر آئیں، جس طرح پہاڑوں، دریاؤں، آسمانوں، تاروں، درختوں، ہواؤں، سمندروں پر غورو تحقیق کر کے اور حقائقِ اشیاء کی تہہ تک پہنچ کر انسان نے بے شمار علوم حاصل کئے، اسی طرح نفس کی گہرائیوں میں اترنے اور قلب کی پہنائیوں میں غوطہ لگانے کا نام تصوف ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ⁷

یعنی جو لوگ ہماری ذات میں سعی و جہد سے کام لیتے ہیں، مجاہدے اور ریاضات کرتے ہیں، ہم ان کے سامنے انہیں کھول دیتے ہیں۔

⁶-سورة الذاریات: 21

⁷-العنکبوت: 69

(۱)

مولائے کائنات حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ

حضرت علیؑ نام، کنیت ابوالحسن، لقب: اسد اللہ، ۱۳ / رجب کو ہجرت کے تیس (۲۳) سال قبل پیدا ہوئے، پرورش بہ ظل عاطفت حضرت سرور کائنات ﷺ ہوئی، ۲۵ برس کی عمر میں خاتون جنت جناب فاطمہ زہرہ بنت آنحضرت ﷺ کے ساتھ نکاح ہوا، آپ شاہ ولایت و مرید و خلیفہ آنحضرت ﷺ کے تھے، اور اصل و مرجع و منتہی سلاسل فقراء علویہ کے ہیں، بعد شہادت اپنے ہم زلف حضرت ذوالنورینؑ ۱۹ / ذی الحجہ ۳۵ (مطابق ۱۷ / جون ۶۵۶ء) روز سہ شنبہ کو خلیفہ چہارم مقرر کئے گئے، چار سال نو ماہ خلافت کا کام انجام دے کر ۲۱ / رمضان ۴۰ (مطابق ۳۰ / جنوری ۶۶۱ء) شب دوشنبہ کو (ترسٹھ) ۶۳ سال کی عمر میں جام شہادت نوش فرمایا، مزار شریف نجف اشرف میں ہے^۸۔

(۲)

امام الاولیاء حضرت خواجہ حسن بصریؒ

کنیت ابو محمد ہے، ۲۱ (مطابق ۶۴۲ء) میں بچہ حضرت عمر فاروقؓ مدینہ میں پیدا ہوئے، والد کا نام سیار تھا، جو مولیٰ حضرت ثابت انصاریؒ کے تھے، بیعت آپ کی حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰؑ سے تھی، خرقدہ امام حسنؑ سے پایا، ۵ / رجب ۱۱۲ (مطابق ۲۶ / ستمبر ۳۰ یا یکم یا ۴ / محرم الحرام ۱۱۰ یا ۱۱۱ / مطابق ۱۱ / مئی ۲۸ یا ۲۹ء) کو بروز

جمعہ وفات پائی، مزار مبارک نزد بصرہ ہے⁹۔

(۳)

حضرت شیخ عبدالواحد بن زیدؒ

کنیت ابوالفضل ہے، آپ ہمیشہ روزہ رہتے، اور تیسرے روز افطار کرتے تھے، فقر و ارادت خواجہ حسن بصریؒ سے پہونچا، چالیس (۴۰) سال مجاہدہ میں عمر گذاری، بغداد میں رہتے تھے، آخر عمر میں سخت بیمار پڑے، نماز کے وقت خادم حاضر نہیں تھا، جو وضو کراتا، اور نماز کا وقت ہوتا جاتا تھا، آپ نے دعا کی:

"اللہی! مرا آنقدر قوت عنایت فرما کہ وضو بسازم و نماز ادا کنم، بعد ازاں حکم

حکم تست"

دعا کے بعد ہی آپ تندرست ہو گئے، وضو کر کے نماز پڑھی، ختم نماز کے بعد وہی حالت ہو گئی، اسی میں ۲۷ / صفر ۷۱۶ھ (مطابق ۳۱ / اگست ۱۳۹۳ء) کو وصال ہوا، مزار مبارک بغداد شریف میں ہے¹⁰۔

⁹ - خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۱۶ تا ۱۷ مؤلفہ مفتی غلام سرور ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۱۴ تا ۱۲۱ مؤلفہ حضرت مولانا شیخ

محمد زکریا صاحب، ناشر: کتب خانہ اشاعت العلوم سہارن پور، ۱۳۹۳ھ

¹⁰ - خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۲۰ تا ۲۱، مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوری ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۲۱ تا ۱۳۰ شیخ زکریا

کاندھلویؒ بحوالہ تعلیم الدین، خزینۃ الاولیاء، سیر الاولیاء، روضۃ الراحین

(۴)

حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ

بوعلی کنیت تھی، حضرت شیخ عبدالواحد قدس سرہ کے خلیفہ تھے، عبادت گذاری کا یہ حال تھا کہ دن بھر میں پانچ صد (۵۰۰) رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، چار چار روز تک کھانا نہیں کھاتے تھے، ہر روز دو ختم قرآن شریف کیا کرتے تھے، خلیفہ ہارون رشید بے حد قدر کیا کرتا تھا۔

آپ کے خلفاء پانچ (۵) تھے: ۱- سلطان ابراہیم بن ادہمؒ، ۲- شیخ محمد بن یزید الشرائیؒ، ۳- خواجہ بشر حافیؒ، ۴- حضرت شیخ ابوجال العطاریؒ، ۵- خواجہ عبداللہ سیاریؒ (وفات ۳/ ربیع الاول ۱۸۷۱ھ مطابق ۴/ مارچ ۱۸۰۳ء یا ۱۸۶۱ھ/ ۸۰۲ھ کو ہوئی) مزار مبارک مکہ معظمہ جنت المعلیٰ میں ہے¹¹۔

(۵)

حضرت سلطان ابراہیم بن ادہمؒ

کنیت ابواسحاق ہے، اور آپ کا نسب نامہ یہ ہے: ابراہیم بن ادہم بن شیخ سلیمان بن شیخ منصور بن شیخ ناصر بن عبداللہ بن حضرت عمر فاروقؓ۔
آپ کی صحبت میں کثرت سے فقراء و غرباء رہا کرتے تھے، آپ ریاضت و مجاہدہ میں

¹¹ - خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۲۰ تا ۲۲، مولفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۳۰ تا ۱۳۱ شیخ زکریا

کاندھلویؒ بحوالہ تعلیم الدین، روضۃ الریاحین، طبقات شعرانی، تنبیہ المغترین

لگے رہتے تھے، ایام جوانی میں بلخ کی بادشاہی پرلات مار کر فقیری اختیار کی، ہمیشہ روزہ رکھتے تھے، جنگل سے لکڑی کاٹ کر لاتے اور اس کو فروخت کر کے غرباء کی پرورش کیا کرتے، آپ کے دو خلیفہ تھے، ایک خواجہ حذیفہ مرعشیؒ، دوسرے خواجہ شفیق بلخیؒ قدس اللہ اسرارہما۔
 ۲۶ / (یا ۲۸) جمادی الاولیٰ ۲۸۰ھ (مطابق ۱۸ / اگست ۸۹۳ھ) کو وفات پائی، مزار مبارک مکہ معظمہ میں ہے¹²۔

(۶)

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ

آپ مشائخ کبار سے تھے، فقیہ و عالم تھے، ہر وقت با وضو رہا کرتے تھے، کھانا کم کھاتے، "فرمودے کہ غذائے درویش ذکر لا الہ الا اللہ است" روز اور شب میں ایک کلام مجید ختم کیا کرتے تھے، ہمیشہ کپاس پہنتے تھے، خلوت میں زیادہ وقت گزارتے تھے، ۲۴ / شوال المکرم ۲۵۲ھ (مطابق ۱۰ / نومبر ۸۶۶ھ) کو وصال فرمایا، مزار مبارک عراق میں ہے، آپ کے خلیفہ شیخ بہیرہ بصری قدس سرہ تھے¹³۔

¹²۔ آپ کی تاریخ وفات میں مختلف اقوال ہیں، حافظ ابن حجرؒ کی تحقیق کے مطابق آپ کی وفات ایک سو دو (۱۰۲) برس کی عمر میں ۲۶۲ھ / ۸۷۶ء میں ہوئی، سمعانیؒ نے ۲۶۱ھ / ۸۷۵ء کا قول نقل کیا ہے، محدثین کا قول تاریخی حیثیت سے زیادہ قابل اعتماد ہے، یہ بات حضرت شیخ زکریاؒ نے لکھی ہے، لیکن صاحب خزینۃ الاصفیاء نے لکھا ہے کہ سیر الاقطاب میں آپ کی وفات بروز جمعہ ۲۸ / جمادی الاولیٰ ۲۸۰ھ مطابق ۱۸ / اگست ۸۹۳ء لکھی ہے، اور سفینۃ الاولیاء میں ۲۶۱ھ / ۸۷۵ء ہے، مخبر الواصلین میں ۲۶۵ھ / ۸۷۹ء ہے، جناب محمد رضا انصاری صاحبؒ نے بھی قریب یہی بات لکھی ہے، آپ کا مزار شام میں بتایا جاتا ہے، اور بعض لوگوں نے مدینہ منورہ بتایا ہے، آپ کے دو خلیفہ تھے، ایک خواجہ شفیق بلخیؒ، دوسرے حضرت حذیفہ المرعشیؒ (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۲۲ تا ۳۲، مولفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ) تاریخ مشائخ چشت ص ۱۳۷، ۱۴۵، شیخ زکریا کاندھلویؒ بحوالہ تعلیم الدین، انوار العاشقین، نجات، انوار الاتقیاء، طبقات شعرانی، تنبیہ المغترین)

(۷)

حضرت شیخ ہبیرہ بصریؒ

مقتدائے علماء و اولیاء تھے، تیس (۳۰) سال مجاہدہ کیا، پانچ پانچ روز کھانا نہیں کھاتے تھے، ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر میں ۷ / شوال ۲۸۷ھ (مطابق ۹ / اکتوبر ۹۰۰ء) میں وصال فرمایا، مزار شریف بصرہ میں ہے¹⁴۔

(۸)

شیخ المشائخ حضرت ممشاد علوی دینوریؒ

عراق کے بزرگ مشائخ میں یگانہ روزگار تھے، حافظ کلام ربانی اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے، حضرت شیخ معروف کرخیؒ کی صحبت سے بھی فیض پایا تھا اور خلافت بھی حاصل کی

¹³۔ آپ کی وفات مشہور قول کے مطابق ۱۴ یا ۱۳ / شوال ۲۰۲ھ مطابق ۲۸ / اپریل ۸۱۸ھ کو ہوئی، شعرانیؒ نے سن وفات ۲۰۷ھ / ۸۲۳ھ لکھا ہے، یہ بات شیخ زکریاؒ نے لکھی ہے، لیکن صاحب خزینۃ الاصفیاء نے تذکرۃ العاشقین کے حوالے سے سن وفات (۷ / شوال) ۲۷۶ھ مطابق ۵ / فروری ۸۹۰ھ نقل کیا ہے اور سیر الاقطاب کے حوالے سے ۲۴ / شوال ۲۵۲ھ مطابق ۱۰ / نومبر ۸۶۶ھ لکھا ہے، اور ان میں پہلی تاریخ کو درست قرار دیا ہے، تمام تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کے وصال کے بعد آپ نو (۹) سال تک باحیات رہے، جناب محمد رضا انصاری صاحب نے بھی ۲۷۶ھ والی تاریخ ہی نقل کی ہے (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۳۲، ۳۳ مولفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ) تاریخ مشائخ چشت ص ۱۳۵، ۱۳۶ شیخ زکریا کاندھلویؒ بحوالہ سفینۃ الاولیاء، ملفوظات خواجگان چشت، تعلیم الدین ☆ تذکرہ حضرت سید صاحب بانسویؒ ص ۱۱۰ تا ۱۱۲ مولفہ جناب محمد رضا انصاری)

¹⁴۔ خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۳۳ مولفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ) تاریخ مشائخ چشت ص ۱۳۵، ۱۳۸ شیخ زکریا کاندھلویؒ بحوالہ انوار العاشقین، خزینۃ الاولیاء، تعلیم الدین

تھی، آپ سات (۷) روز کے بعد افطار فرمایا کرتے تھے، اور زبان کی خشکی دور کرنے کے لئے تھوڑا پانی پی لیتے تھے اور خرما پر قناعت کرتے تھے، آپ ہمیشہ صائم رہے، ۱۴ / محرم ۲۹۹ھ (مطابق ۱۵ / ستمبر ۹۱۱ء) کو وفات پائی، مزار مبارک ملک عراق دینور میں ہے، آپ کے تین خلیفہ تھے، خواجہ ابواسحاق شامی، خواجہ ابو عامر، شیخ اسود دینوری¹⁵۔

(۹)

شمس الاولیاء حضرت خواجہ اسحاق شامی

لقب شرف الدین تھا، ایک زمانہ تک رجال الغیب کی صحبت میں رہے، بارہ (۱۲) سال مرشد کے پاس رہے، مجاہدہ و ریاضت و فقر و فاقہ میں اوقات بسر کئے، فقر کا مرتبہ اعلیٰ پایا، تمام عمر رشد و ہدایت کرتے رہے، ۱۴ / ربیع الثانی ۳۲۹ھ (مطابق ۲۰ / جنوری ۹۴۱ء) کو وصال ہوا، مزار شریف مکہ شریف میں مرجع خلائق ہے¹⁶۔

¹⁵ - خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۳۹ تا ۴۲ مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۴۸ تا ۱۵۱ شیخ زکریا کاندھلوی بحوالہ انوار العاشقین، خزینۃ الاولیاء، تذکرۃ الفقراء، تعلیم الدین۔

¹⁶ - تاریخ مشائخ چشت ص ۱۵۱، ۱۵۲ مولفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی، ناشر: مکتبہ شیخ زکریا، سہارن پور، ۱۳۹۳ھ ☆ خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۳۷، ۳۸ مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۶۱ تا ۱۶۳ مولفہ خلیق احمد نظامی بحوالہ سیر الاولیاء (فارسی مطبوعہ چرنجی بلی) ص ۴۰، ۳۹ و تذکرۃ الاولیاء ص ۳۸۳، ۳۸۴ (اردو ترجمہ عبدالرحمن شوق امرتسری

(۱۰)

حضرت سیدنا خواجہ احمد ابدال چشتیؒ

آپ حضرت سیدنا امام حسنؒ کی اولاد میں ہیں، آپ شرفائے چشت و ایرانی ولایت سے تھے، آپ نے کم عمری سے ریاضت شاقہ اختیار کی، ہمیشہ با وضو رہتے تھے، سات (۷) یوم میں ایک مرتبہ چند لقمہ تناول فرماتے، (یکم یا سیا) ۱۵ / جمادی الثانیہ ۳۵۵ھ (مطابق ۳۱ / مئی ۹۶۶ء یا ۱۲ / جون ۹۶۶ء) میں وصال فرمایا، مزار شریف چشت میں ہے¹⁷۔

(۱۱)

حضرت سیدنا شیخ ابو محمد چشتیؒ

لقب ناصح الدین تھا، مشائخ زمانہ میں سے تھے، ولی مادر زاد تھے، بعد وفات والد سجادہ نشین ہوئے، سلاطین، قاضی و مشاہیر خدمت میں حاضر رہتے تھے، آپ شب و روز عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے، آپ کے تین خلفاء ہوئے، حضرت خواجہ ناصر الدینؒ، حضرت خواجہ ابویوسف چشتیؒ، و محمد کاکو، ۱۴ / ربیع الاول ۴۱۱ھ (مطابق ۱۳ / جولائی ۱۰۲۰ء) کو انتقال فرمایا، مزار مبارک چشت میں ہے¹⁸۔

¹⁷۔ خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۳۹ تا ۴۲ مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۵۳ تا ۱۵۵ شیخ زکریا

کاندھلویؒ

¹⁸۔ خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۴۲ تا ۴۶ مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۵۵ تا ۱۵۷ شیخ زکریا

کاندھلویؒ

(۱۲)

حضرت خواجہ سیدنا ابو یوسف چشتیؒ

آپ حضرت امام حسن عسکریؒ کی اولاد میں ہیں، آپ مشائخ چشت میں بلند مرتبہ رکھتے، بے حد صاحب کشف و کرامات تھے، آپ کی مکمل سوانح "سیر الاقطاب" ¹⁹ میں تحریر ہے، ۳/ رجب ۴۵۹ھ (مطابق ۲۵ / مئی ۱۰۶۷ء) کو وفات پائی، مزار شریف چشت میں ہے

- 20

(۱۳)

حضرت سیدنا خواجہ مودود چشتیؒ

آپ نے سات (۷) سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، اس کے بعد تحصیل علم میں لگ گئے، چوبیس (۲۴) سال کی عمر میں والد کا سایہ اٹھ گیا، باپ کے جانشین ہوئے، علم ظاہر و باطن میں بے نظیر تھے، اس زمانہ کے جملہ مشائخ آپ کے حلقہ بگوش تھے، ستانوے (۹۷) سال کی عمر میں یکم رجب ۵۲۷ھ (مطابق ۱۴ / مئی ۱۳۳۳ء) عہد سلطان معز الدین سنجر میں وفات ہوئی، مزار شریف چشت میں ہے ²¹۔

¹⁹ - اردو ترجمہ "تذکرہ خواجگان چشت" (فارسی) مصنف: الہدیہ ابن شیخ عبدالرحیم، مترجم: محمد معین الدین دردانیؒ

²⁰ - آپ کی تاریخ وفات اکثر مؤرخین کے نزدیک ۳/ رجب المرجب ۴۵۹ھ مطابق ۲۵ / مئی ۱۰۶۷ء ہے، بعض نے اوائل جمادی الآخر، بعض نے یکم جمادی الاولیٰ، اور بعض نے ۴/ ربیع الثانی بھی لکھا ہے (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۲۹۳-۲۹۶ مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۵۷، ۱۵۸ شیخ زکریا کاندھلوی)

(۱۴)

حضرت خواجہ حاجی شریف زندیؒ

آپ حضرت مودود چشتیؒ کے خلیفہ اعظم تھے، چالیس (۴۰) سال صحرا میں گزارے، اکثر اوقات برگ درخت پر گذر تھی، جس روز بالکل فاقہ سے رہتے، یک صد نفل ادا کرتے، صاحب سماع تھے، ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر پا کر ۳ / رجب ۶۲۰ھ (مطابق ۱۳ مئی ۱۰ / نومبر ۱۲۱۵ء) کو وصال فرمایا، مزار شریف سنجر میں ہے²²۔

(۱۵)

حضرت سیدنا خواجہ عثمان ہارونیؒ

آپ قطب وقت اور یکتائے زمانہ تھے، علم شریعت و طریقت کے امام تھے، مقتدائے اوتاد اولیا و اقطاب تھے، آپ کے چار خلفاء تھے: (۱) حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزیؒ، (۲) شیخ نجم الدین صغریؒ، (۳) شیخ سوری لنکوچیؒ (یا منگوہیؒ)، (۴) شیخ محمد ترکؒ قدس اللہ اسرار ہم، آپ نے ۵ / شوال ۶۱۷ھ (مطابق ۹ / دسمبر ۱۲۲۰ء) کو وصال فرمایا، مزار شریف مکہ معظمہ میں ہے²³۔

²¹ - خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۴۹ تا ۵۴ مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۵۹، ۱۶۰ شیخ زکریا

کاندھلویؒ

²² - خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۱۵۷ تا ۱۶۱ مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۷۱ تا ۱۷۶ شیخ زکریا

کاندھلویؒ بحوالہ خزینۃ الاولیاء، ملفوظات انوار العاشقین، سفینۃ الاولیاء، تعلیم الدین

(۱۶)

حضرت سیدنا خواجہ خواجگان معین الدین چشتیؒ

یوں تو پہلی صدی ہجری میں ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی تھی، اور رفتہ رفتہ ساحلی مقامات کے علاوہ شمالی مغربی علاقہ میں اسلامی حکومت بھی قائم ہو چکی تھی، اور روز بروز مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ بھی ہو رہا تھا، مگر چونکہ ہندوستان کی اسلامی سلطنت نے اسلام کی طرف کوئی توجہ نہ دی تھی، اس کا دائرہ عمل صرف فتوحات اور حکمرانی تک محدود تھا، اس لئے حضور سرور عالم ﷺ نے (بطریق کشف والہام) حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیریؒ کو ہندوستان کے ظلمت کدہ میں اسلام کی روشنی پھیلانے کے لئے اپنا نائب بنا کر بھیجا، سرکار خواجہ غریب نوازؒ نے مفوضہ خدمت کو جس خیر و خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ سو (۵۰۰) سال میں اسلام کی افواج قاہرہ جو کام نہ کر سکیں، وہ آپ نے چند گنے چنے سالوں میں کر دکھایا، جس ملک میں مسلمانوں کے سائے تک سے نفرت کی جاتی ہو، وہاں دس گیارہ کڑور (۱۹۶۰ء میں) مسلمانوں کا وجود اور ماشاء اللہ روز افزوں اضافہ یقیناً حیرت انگیز کرامت ہے۔

ولادت و خاندان

حضرت خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز "سبزواری" میں جو نواح غور میں واقع ہے، ۵۳ھ میں ۱۴ / رجب (مطابق ۸ / فروری ۱۴۳۳ء) کو پردہ شہود پر جلوہ گر ہوئے

²³ - خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۱۵۷ تا ۱۶۱ مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۷۱ تا ۱۷۲ شیخ زکریا

کاندھلویؒ بحوالہ خزینۃ الاولیاء، ملفوظات انوار العاشقین، سفینۃ الاولیاء، تعلیم الدین

24، والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسینؑ تک جاتا ہے۔

سلسلہ پداری

خواجہ معین الدین چشتیؒ بن حضرت غیاث الدین حسن چشتیؒ بن حضرت سید کمال الدین حسن چشتیؒ بن حضرت سید نجم الدین طاہر بن حضرت سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سیدنا امام موسیٰ کاظمؒ بن سیدنا امام جعفر صادقؒ بن سیدنا امام باقرؒ بن سیدنا امام زین العابدینؒ بن سیدنا امام حسینؒ بن مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب 25۔

آپ کے پدر بزرگوار حضرت سید غیاث الدین حسن سجریؒ کو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا تھا، بڑے صاحب ثروت بزرگ تھے، اور "سجری" کے بہت بڑے بزرگ تھے، (شعبان) 52ھ (مطابق ستمبر 11۵۷ء یا شعبان 5۴۴ھ مطابق دسمبر 1۱۴۹ء) 26 میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

24۔ شیخ زکریاؒ نے تاریخ مشائخ چشت میں "سجری" لکھا ہے (ص ۱۶۵) لیکن جناب خلیق نظامی صاحبؒ کی تحقیق یہ ہے کہ صحیح لفظ "سجری" ہے، سجری نہیں، خواجہ صاحبؒ کا وطن سجتان تھا، اسی کی نسبت سے "سجری" کہے جاتے تھے، کاتب کی غلطی سے یہ لفظ "سجری" مشہور ہو گیا، رسالہ "احوال پیران چشت" غالباً پہلا قدیم مسودہ ہے، جس میں یہ لفظ صحیح لکھا ہوا میری نظر سے گذرا ہے۔

فتوح السلاطین (تصنیف ۱۳۵۰ھ بہ تصحیح محمد یوشع، مطبوعہ مدراس ۱۹۳۸ء، ص ۲۶۶) کے اشعار بھی "سجری" ہی سے موزوں ہوتے ہیں، ایک شعر ہے:

معین الدین آل سجری دیں پناہ کہ خفت است بہ اجمیر آل مردراہ

علامہ عصامیؒ کی فتوح السلاطین ہندوستان کے مذہبی اور غیر مذہبی لٹریچر میں پہلی کتاب ہے جس میں مشائخ چشت کا شجرہ نظم کیا گیا ہے (دیکھئے: تاریخ مشائخ چشت ص ۱۶۳، ۱۶۵، مؤلفہ خلیق احمد نظامی)

25۔ خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۶۲ مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔

26۔ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب نے شعبان 5۴۴ھ کی تاریخ لکھی ہے (دیکھئے: مکمل سوانح عمری غریب نوازؒ یعنی نائب رسول اللہ فی الہند ص ۱۶ مؤلفہ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، ناشر: ظفر الدین خان بک سیلر ڈیوڑھی بیگم آگرہ، پانچواں ایڈیشن

نسب نامہ مادری

بی بی ماہ نور²⁷ بنت سید داؤد بن سید عبداللہ حنبلی بن سیدنا یحییٰ زاہد بن سیدنا محمد روحی²⁷
بن سیدنا داؤد بن سیدنا موسیٰ ثانی، بن سیدنا عبداللہ ثانی بن سیدنا موسیٰ چول بن سیدنا عبداللہ
محض بن سیدنا حسن ثنی بن سیدنا امام حسن بن شاہ ولایت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ۔

ولادت سے پیشتر حیرت انگیز کرامت کا ظہور

حضرت بی بی ماہ نور فرماتی ہیں کہ جب معین حسن میرے شکم میں آئے، تو دین و دنیا
کی خیر و برکت سے میرا گھر بھر گیا، تمام دشمن دوست بن گئے، دن بدن منزلت اور اعزاز میں
اضافہ ہونے لگا، اور تمام غم و الم میرے دل سے دور ہو گئے، پھر جس وقت آپ کے جسم اقدس
میں حق سبحانہ تعالیٰ نے روح ڈالی تو اس وقت سے پیدائش تک آپ کا یہ معمول رہا کہ نصف
شب سے سواپہر دن چڑھے تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے، پھر جس شب
خواجہ معین الدین پیدا ہوئے، میرا تمام گھر نور الہی سے معمور ہو گیا، دور دور تک فرشتوں کے
پرے کے پرے نظر آنے لگے، مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ نور غائب ہو گیا۔

اس حیرت انگیز نظارے سے میرے دل پر ہیبت طاری ہوئی، غیب سے ندا آئی: بی
بی ماہ نور! تم کیوں پریشان ہو وہ نور جلوہ نما تو میرا تھا، میں نے اس نور کو تیرے فرزند معین
الدین کے دل میں بھر کر دین و دنیا کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے، یہ آواز سن کر میرے دل کی

(۱۹۷۸ء) عبدالحلیم شرر نے تاریخ وفات ۵۵۱ھ تحریر کیا ہے (ماہنامہ المنعم پٹنہ خواجہ غریب نواز نمبر ص ۲۶ جل ۳ شماره ۳،
۳ مارچ اپریل ۱۹۸۱ء)

²⁷۔ بعض لوگوں نے والدہ کا نام بی بی ام الوریع تحریر کیا ہے (مکمل سوانح عمری غریب نواز یعنی نائب رسول اللہ فی الہند
ص ۱۶ مؤلفہ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، ناشر: ظفر الدین خان بک سیلر ڈیوٹھی بیگم آگرہ، پانچواں ایڈیشن ۱۹۷۸ء)، مفتی
غلام سرور لاہوری نے والدہ کا نام "خاص الملکہ" لکھا ہے (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۶۲ مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوری)

وحشت دور ہو گئی، میں چاہتی تھی کہ اپنے لخت جگر کو اٹھا کر سینے سے لگاؤں، دیدہ و دل سے پیار کروں، مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ معین الدین بالب جنباں گریہ کنناں بارگاہ الہی میں سر بسجود ہیں، معین الدین نے جوں ہی اپنا سر سجدہ سے اٹھایا میں نے ان کو اٹھا کر کلیجے سے لگایا، اور روئے زیبا پر بو سے دیئے، شکر خداوندی ادا کیا، آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو زمین و آسمان کے درمیان ہزار ہا خوش پوش و خوش روحان نظر آئے، جن کے جسم اور لباس فاخرہ سے ایسی مست خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں کہ دل و دماغ معطر ہو کر سرور کا عالم طاری ہو گیا، یہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے اشارے کر رہے تھے، اس نظارہ سے بھی میں حیران و ششدر رہ گئی، میری حیرانی و پریشانی کو دیکھتے ہوئے، ان میں سے ایک شخص نے مجھے مخاطب کر کے کہا، معین الدین کی ماں! ہم سب لوگ اس زمانہ کے ابدال ہیں، تمہارے فرزند دلبند کی ولادت باسعادت کی خبر سن کر مبارکباد دینے حاضر ہوئے ہیں، یہ کہہ کر وہ سب غائب ہو گئے۔

تعلیم و تربیت

حضور سرکار خواجہ غریب نوازؒ، ۶ سال کی عمر سے تیرہ (۱۳) سال کی عمر تک والدین کے سایہ عاطفت میں تعلیم و تربیت حاصل کرتے رہے، سن شعور کو پہنچ کر آپ کی تعلیم کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہوا، خراسان اس زمانے میں علوم و فنون کا مرکز تھا، بڑے بڑے علماء وہاں موجود تھے، حضرت خواجہ بزرگ کو امام الحرمین حضرت ابوالمعالیؒ کے حلقہ درس میں شامل ہونے کا موقع ملا، اس کے بعد آپ خراسان سے بلخ تشریف لے گئے، اور علوم ظاہری کی تکمیل کے لئے حضرت مولانا حسام الدینؒ کے حلقہ درس میں داخل ہوئے، اس وقت حضرت خواجہ بزرگ کی عمر ۱۶، ۱۷ سال کی تھی، آپ یہاں تقریباً سات آٹھ سال تک مختلف علماء کے زیر درس رہے۔

ابھی آپ کی عمر سولہ (۱۶) سال کی ہوئی تھی، کہ آپ کے والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا، حضرت خواجہ غیاث الدین آشوب روزگار اور انقلاب حکومت سے عراق منتقل ہو گئے تھے، عراق ہی میں آپ کا انتقال ہوا، خواجہ بزرگ مع اپنی والدہ اور دو بھائیوں کے عراق سے خراسان واپس آئے، وطن پہنچنے کے چند روز بعد بھائیوں نے ترکہ پدری تقسیم کر لیا، آپ کے حصہ میں ایک باغ آیا، جس کی آمدنی پر آپ کے تمام اخراجات کا دار و مدار تھا، باغ کی پرورش و پرداخت خود فرمایا کرتے۔

ایک مرد مجذوب سے ملاقات

آپ ایک روز اپنے باغ میں درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ حضرت ابراہیم قندوزی²⁸ جو اکابر مجذوب وقت میں تھے، باغ میں تشریف لائے، حضور غریب نواز نے نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ خوش آمدید کہا، اور ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھا کر انگوروں کا ایک خوشہ ان کی خدمت میں پیش کیا، خواجہ غریب نواز کی اس آؤ بھگت سے حضرت ابراہیم

²⁸ حضرت ابراہیم مجذوب کی ولادت و وصال کی تاریخ اور دیگر حالات معلوم نہیں ہو سکے، لیکن غالباً وہ ہی بزرگ ہیں جن کا ذکر نجات الانس میں آیا ہے، بڑے صاحب کرامات و تصرفات تھے، عجیب و غریب احوال کے حامل تھے، کھانے پینے میں اعتدال نہیں تھا، کبھی ایسا ہوتا کہ کئی کئی دن تک کچھ نہ کھاتے، اور کبھی ایک وقت میں ایک سو (۱۰۰) سیر کھانا کھا جاتے تھے، اور کچا پکا گوشت، چاول آٹا، دال سب کھا جاتے، کتابوں کی جلدیں بھی کھا جاتے۔ حضرت جامی نے کئی واقعات ان کے نقل کئے ہیں، یہ چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی (ولادت ماہ رجب ۵۳۹ھ / دسمبر ۱۱۴۴ء - وفات ۶۳۲ھ / ۱۲۳۴ء) کے معاصر ہیں (دیکھئے نجات الانس ص ۷۱۹، ۷۲۰ مؤلفہ حضرت عبدالرحمن جامی) غالباً ان کو خوش کرنے کا یہی طریقہ تھا کہ خوب زور دار ضیافت کی جائے، اور اسی لئے حضرت خواجہ نے جب ان کی خدمت میں خوش اخلاقی کے ساتھ پھل وغیرہ پیش کئے تو گو کہ کہ انہوں نے خوشہ انگور کی طرف کوئی توجہ نہ کی (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۶۲ مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوری) لیکن ان کے اس حسن خلق سے وہ بے حد خوش ہوئے، اور ان پر خاص توجہ مبذول فرمائی، واللہ اعلم بالصواب

بہت مسرور ہوئے، آپ نے اپنی زنبیل سے ایک کھلی کا ٹکڑا نکال کر منہ میں چبا کر خواجہ بزرگ کو کھلایا، یہ چبائی ہوئی کھلی کھا کر خواجہ غریب نواز کو دنیا سے نفرت ہو گئی، دل نور الہی سے معمور ہو گیا، جملہ آلائش قلبی دور ہو گئی، اور اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو گئی۔

اس واقعہ کے تیسرے روز خواجہ بزرگ اپنی کل املاک کو فروخت کر کے اس کی کل قیمت فی سبیل اللہ تقسیم کر دی، اور والدہ سے اجازت حاصل کر کے مطلوب حقیقی کی تلاش میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے، خراسان سے چل کر سمرقند اور سمرقند سے بخارا تشریف لے گئے۔

حضرت خواجہ بزرگ کے پیر طریقت

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد خواجہ بزرگ باطن کو آراستہ کرنے کے لئے پیر کامل کی تلاش میں روانہ ہوئے، اس زمانہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی طریقت کے پیشوا اور قطب وقت مانے جاتے تھے، طلب کامل و صادق تھی، آپ بخارا قصبہ ہارون جو اطراف نیشاپور میں واقع ہے تشریف لے گئے، اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے، مرشد کامل نے حضرت خواجہ بزرگ کے باطنی اوصاف کو ایک ہی نظر میں جانچ کر اپنے مریدان خاص میں شامل کر لیا، اور پہلی ہی ملاقات میں مرشد کامل نے سلوک کی تمام منزلیں طے کرادیں، خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں بیس (۲۰) برس رہ کر کمالات روحانی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

حضرت سیدنا عثمان ہارونی آخر عمر میں مکہ معظمہ میں گوشہ نشین ہو گئے تھے، اسی مبارک اور مقدس شہر میں آپ نے بتاریخ ۵ / شوال ۶۰۷ھ (مطابق ۹ / دسمبر ۱۲۲۰ء) میں وفات پائی، آپ کا مزار مبارک خانہ کعبہ کے شامی دروازے کے قریب مرجع خواص و عوام ہے

سیر و سیاحت

مرشد کامل سے کامل تربیت اور خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد سرکارِ غریب نواز اصفہان روانہ ہوئے، راستہ میں ایک عظیم الشان بت خانہ پڑا، آپ ان گم گشتگانِ راہ خداوندی کو راہِ راست پر لانے کے لئے چند روز قیام کے ارادے سے ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے، آپ نے اپنے خادم فخر الدین کو آگ لانے کے لئے اس بت خانہ میں بھیجا، بت خانے کا دروازہ کھلا ہوا تھا، وہ بلا تامل اندر چلے گئے، ان کو دیکھ کر وہ سب لوگ جو مندر میں جمع تھے ان کے درپے آزار ہوئے، اور کہا کہ ابھی ابھی مندر سے نکل جاؤ ورنہ جان سے مار ڈالیں گے، میاں فخر الدین ناچار بصدِ اضطراب حضورِ غریب نواز کے پاس آئے اور دست بستہ حالات عرض کئے، سرکارِ غریب نواز اس وقت نہر پر بیٹھے ہوئے تھے، وضو میں مشغول تھے، بت پرستوں کی باتیں سن کر آپ کو طیش آگیا، فوراً اٹھ کر بت خانہ تشریف لے گئے، آپ کو دیکھتے ہی سب دم بخود رہ گئے، ان لوگوں کی زبان پر ایسی مہر سکوت لگی کہ کوئی ایک حرفِ زبان سے نہ نکال سکا، آپ نے دیکھا، ایک پیر مغال تخت پر قیام پذیر ہے، اور اس کے سامنے اس کا دس (۱۰) سالہ لڑکا کھیل کود میں مشغول ہے، اور قریب ہی آگ بھی خوب روشن ہے۔

خواجہ غریب نواز: بتاؤ تمہارا کیا مذہب ہے؟ تم آگ کو کیوں پوجتے ہو؟

پیر مغال: ہم آگ کو خدا مانتے ہیں، اس لئے آگ کی پوجا کرتے ہیں۔

خواجہ غریب نواز: تمہارا خیال بے بنیاد اور عقل کا فساد ہے، کیا تمہیں معلوم

نہیں کہ آگ تھوڑے پانی سے بجھ جاتی ہے۔ اگر تم آگ کو اپنا معبود مانتے ہو تو ذرا آگ میں ہاتھ ڈال کر دیکھو، اگر آگ سے تمہارا ہاتھ نہ جلے تو کوئی بات بھی ہے۔

پیر مغال نے ہنس کر جواب دیا: آگ کی خاصیت تو جلانے کی ہے، بھلا یہ کیوں کر

ممکن ہے کہ آگ میں ہاتھ ڈالا جائے اور آگ سے ہاتھ نہ جلے۔

خواجہ غریب نواز: تو تم بڑے ہی احمق ہو جو آگ کو پوجتے ہو، ارے نادان! معبود حقیقی تو وہ ہے جس نے یہ کل کائنات پیدا کی ہے، اور ہر چیز میں عمدہ خاصیت و دیعت فرمائی ہے، دیکھ اس کے نام میں یہ طاقت ہے، اور آیت کریمہ:

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا²⁹

پڑھ کر اور اس بچے کا ہاتھ پکڑ کر آگ میں کود گئے، کچھ دیر کے بعد باہر تشریف لائے، لڑکا اور آپ دونوں آگ کے اثر سے محفوظ رہے، یہ حیرت انگیز کرامت دیکھ کر وہ سب بت پرست آپ کے قدموں پر گر کر مسلمان ہو گئے، پیرمغاں کا نام عبد اللہ اور اس کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا، آپ کی نظر فیض سے یہ دونوں باپ بیٹے ولی کامل بن گئے، سرکار غریب نواز نے اس بت خانہ کی بنیاد کھودوا کر وہاں ایک عالی شان خانقاہ تعمیر کرائی، اور عبد اللہ کو ان سب کا سردار بنا کر آپ وہاں سے خراسان کی طرف روانہ ہو گئے، اور خراسان سے سبزوار³⁰ تشریف لے گئے۔

سبزوار (یاہرات) کا حاکم محمد یادگار بڑا فاسق و فاجر (اور بد عقیدہ) تھا، اولیاء اللہ کی شان میں نہایت گستاخ اور بے ادب تھا³¹، سبزوار پہنچ کر حضور خواجہ غریب نواز کا قیام اتفاقاً اس باغ میں ہوا، جہاں حاکم سبزوار شراب نوشی اور رنگ رلیاں منایا کرتا تھا، باغ نہایت سرسبز و شاداب تھا، میووں کے درخت بہ کثرت تھے، صاف و شفاف پانی کانہر وسط باغ میں جاری تھا، خواجہ غریب نواز یہ خوش منظر دیکھ کر وہیں ٹھہر گئے، نہر میں غسل فرما کر دو رکعت نماز ادا کی، اور قرآن خوانی میں مشغول ہو گئے۔

²⁹۔ الانبیاء: 69

³⁰۔ خزینۃ الاصفیاء میں ہرات لکھا ہے۔

³¹۔ یہ شخص اعتقادی طور پر شیعہ امامیہ تھا، وہ نہایت اہتمام کے ساتھ صحابہ کرام کو گالیاں دیا کرتا تھا، وہ اتنا سخت بد باطن تھا کہ اگر اس کی رعایا میں سے کوئی اپنے بچے کا نام ابو بکر یا عمر رکھ لیتا تو وہ اسے قتل کر دیتا تھا (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۶۴ مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوری)

اتنے میں آپ کے خادم نے دست بستہ عرض کیا کہ اس علاقہ کا حاکم نہایت بیہودہ اور اولیاء اللہ کا دشمن ہے، حاکم کے نوکر چاکر باغ کو فرش فروش سے آراستہ کرنے آگئے ہیں، میری رائے یہ ہے کہ آپ کسی دوسری جگہ تشریف لے چلیں، ایسا نہ ہو کہ وہ بے ادب کوئی گستاخی کر بیٹھے، یہ سن کر خواجہ غریب نواز نے فرمایا تو جا! کسی درخت کے نیچے بیٹھ جا، اس کو آج تک کسی اللہ والے سے واسطہ نہیں پڑا تھا، اسی اثنا میں لب نہر فراش اور خدام نے بیش بہا قالین اور فرش فروش بچھائے، آپ کی عظمت و جلالت کی وجہ سے آپ سے کچھ کہنے سننے کی ہمت نہ ہوئی، تھوڑی دیر بعد جب حاکم سبز و بارباغ میں پہنچا تو حضور غریب نواز کو لب نہر مصروف عبادت پایا، محمدیاد گار جوں ہی حضور کے قریب آیا، مارے ہیبت کے تھر تھر کانپنے لگا، اور دست بستہ حضور اقدس میں استادہ رہا، خواجہ بزرگ نے جوں ہی ایک نظر محمدیاد گار پر ڈالی، زمین پر گر کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا، محمدیاد گار کا یہ حال دیکھ کر اس کے خواص سرکار غریب نواز میں عرض گزار ہوئے کہ اگر حضور کا فضل و کرم اس وقت دستگیری نہ کرے گا تو محمدیاد گار اس طرح تڑپ تڑپ کر مر جائے گا، آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ تھوڑا سا پانی نہر سے لا کر اس کے منہ پر چھینٹے مارو، خادم نے جوں ہی سرکار کے حکم کے مطابق عمل کیا، محمدیاد گار کو ہوش آگیا، اور بے تابانہ حضور کے قدموں پر گر کر بیعت کی سعادت حاصل کی، (اور کچھ عرصہ حضرت کے زیر تربیت رہ کر خرقة خلافت سے سرفراز ہوا، حضرت خواجہ نے ہرات کی ظاہری و باطنی خلافت اس کے حوالے کی اور وہاں سے رخصت ہو گئے³²)۔

ایک منکر صوفیاء حکیم صاحب کی اصلاح اور بیعت

دوران سیاحت میں جب حضور غریب نواز کا گذر بلخ کی طرف ہوا تو آپ نے اتفاقاً

³² - خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۶۲، ۶۵، مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوری

ایسے باغ میں قیام فرمایا، جس کا مالک ظاہری علم و فضل کے باوجود علم باطن سے نا آشنا تھا، اور موجودہ صوفیاء و مشائخ کے بارے میں حسن عقیدہ نہیں رکھتا تھا، حضور غریب نواز بہ نظر احتیاط اپنے ہمراہ تیر و کمان رکھا کرتے تھے، اگر کسی جگہ صحرا میں غذا میسر نہ ہوتی تھی، تو بقدر حاجت شکار کر کے روزہ افطار کر لیا کرتے تھے، افطار کا وقت قریب تھا، آپ نے تیر و کمان منگا کر ایک کنگ کا شکار کیا، اور خادم کو حکم دیا کہ افطار کا وقت قریب ہے، فوراً اس کا کباب تیار کرو، ادھر خادم کباب بنانے میں مصروف تھا، ادھر خواجہ غریب نواز وضو کر کے مصلیٰ پر تشریف فرما تھے، کہ حکیم ضیاء الدین نے باغ میں آکر یہ نظارہ دیکھا اور خادم سے دریافت کیا کہ تم کس کے لئے کباب بنا رہے ہو؟ اور یہ کون بزرگ ہیں؟ خادم نے عرض کیا کہ آپ خواجہ معین الدین چشتیؒ ہیں، اتنے میں خواجہ بزرگ نے نماز سے فارغ ہو کر جوں ہی ایک نظر حکیم صاحب پر ڈالی، وہ بے تاب ہو کر زمین پر گر پڑے، آپ نے اپنا دست حق پرست ان کے سینے پر رکھا تو ہوش آگیا، مگر ایک سکنہ کا عالم طاری تھا، نہ آنکھ کھولتے تھے، نہ منہ سے بولتے تھے، جب ہوش آیا تو خواجہ بزرگ کے قدم مبارک پر سر رکھا، آپ نے مزاج پر سی فرمائی، اور مولانا کو کباب عنایت فرمایا، کباب کھاتے ہی حکیم صاحب کا دل صاف ہو گیا اور شاگردوں سمیت بیعت ہو گئے³³

سرکار غریب نواز کا سفر حج

حضور سرکار غریب نوازؒ جس زمانہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی خدمت میں رہتے تھے، آپ کو حضرت خواجہؒ کے ساتھ دمشق کے سفر کا اتفاق ہوا، دمشق سے حرین شریفین تشریف لے گئے، مکہ معظمہ پہنچے، اور طواف سے فارغ ہو کر میزاب رحمت کے نیچے حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر دعا فرمائی، ندا آئی ہم نے معین الدین کو

³³ - خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۶۲، ۶۵، مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوری

قبول کیا، اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے، اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر حضرت نے فرمایا: بارگاہ رسالت میں سلام عرض کرو، آپ نے سلام عرض کیا، روضہ اقدس سے آواز آئی: وعلیکم السلام یا قطب المشائخ!، اس کے بعد آپ نے اٹھائیس (۲۸) روز تک خواجہ بزرگؒ کو فقر کی تعلیم فرما کر خرقة، مصلیٰ، نعلین چوہی، اور عصا مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا، یہ چیزیں ہمارے پیران طریقت کی ہیں، ان کو نہایت ادب کے ساتھ اپنے پاس رکھنا، پھر اس کے بعد آپ کو رخصت کیا۔

بارگاہ رسالت سے ہندستان کو روانگی کا حکم

مرشد کامل کی تعلیمات سے فراغت اور خرقة خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ وطن مالوف تشریف لائے، اور بعد چندے قیام زیارت حرمین کے لئے روانہ ہو گئے، حج بیت اللہ سے فراغت ہو کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے، ایک روز روضہ اطہر کے سامنے آپ مصروف عبادت تھے، کہ روضہ اقدس سے آواز آئی: اے معین الدین حسن! تو ہمارے دین کا معین و مددگار ہے، ہندوستان کی ولایت ہم نے تم کو عطا کی، اب تم اجمیر جا کر اقامت کرو، وہاں بہت بری طرح کفر و شرک کی ظلمت پھیلی ہوئی ہے، وہاں تمہارے قیام سے اسلام کی روشنی پھیلے گی۔

یہ مژدہ جانفزا سن کر آپ حیران تھے، کہ ہندستان کون سا ملک ہے؟ کہاں واقع ہے؟ اتنے میں آپ کی آنکھ لگ گئی، سرکار رسالت مآب ﷺ نے عالم رویا میں مشرق سے مغرب تک کی سیر کرائی، اور ایک انار آپ کو عنایت فرمایا، جاؤ، ہم نے تم کو اللہ کے سپرد کیا۔

خواجہ غریب نواز کی حجاز سے واپسی

دربار رسالت ﷺ سے فرمان روانگی حاصل کرتے ہی آپ حجاز سے روانہ ہو گئے،

بغداد شریف تشریف لائے، اور حضور غوث الاعظمؒ سے فرمان رسالت کا تذکرہ کیا، سرکار غوث پاکؒ نے خواجہ بزرگ کو سینہ سے لگا کر سپرد بخدا فرما کر روانگی کی اجازت دی، آپ بغداد شریف سے روانہ ہو کر مختلف امصار و دیار کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے لاہور تشریف لائے، اور سرکار داتا گنج بخشؒ ہجویریؒ (ولادت غالباً ۳۸۱ھ یا ۳۸۰ھ یا ۳۷۹ھ مطابق ۹۹۱ء یا ۹۹۰ء یا ۹۸۹ء - وفات ۴۶۵ھ تا ۴۶۹ھ / ۱۰۷۳ء تا ۱۰۷۷ء)³⁴ کی خدمت بابرکت میں چند روز قیام کر کے اجمیر شریف روانہ ہو گئے۔

34۔ اسم گرامی "علی" اور ابو الحسن کنیت ہے، سلسلہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے، شجرہ نسب اس طرح ہے: "حضرت مخدوم علی، بن عثمان، بن سید علی، بن عبد الرحمن، بن شاہ شجاع، بن ابو الحسن علی، بن حسین اصغر، بن سید زید شہید، بن حضرت امام حسنؒ، بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ آپ کی ولادت افغانستان کے شہر "غزنی" میں غالباً ۳۸۱ھ یا ۳۸۰ھ یا ۳۷۹ھ مطابق ۹۹۱ء یا ۹۹۰ء یا ۹۸۹ء میں ہوئی، آپ نے علم ظاہر حضرت ابو العباس بن محمد شقانیؒ اور دیگر اساتذہ سے حاصل کیا، آپ بطن مادر ہی سے ولی کامل پیدا ہوئے تھے، لیکن روحانی تعلیم میں آپ کے مرشد حضرت ابو الفضل محمد بن الحسن النخعیؒ (م ۴۶۰ھ / ۱۰۶۸ء) تھے، آپ ان سے سلسلہ جنید یہ میں بیعت ہوئے، جیسا کہ خود آپ نے کشف المحجوب میں اس کا ذکر کیا ہے، ان کے وصال کے بعد اور بھی کئی معاصر مشائخ سے استفادہ کیا، مثلاً ابو القاسم بن قاسم عبد اللہ انگر گانیؒ، ابو القاسم امام قشیریؒ، حضرت شیخ احمد حامدی سرخسیؒ، حضرت ابو جعفر محمد بن المصباح الصیدلانیؒ، حضرت ابو سعید ابوالخیر شیخ ابوالحسن المظفر بن احمد بن حمدانؒ، کے علاوہ صرف خراسان میں تین سو (۳۰۰) مشائخ کا خود داتا گنج بخشؒ نے کشف المحجوب میں ذکر کیا ہے، جن سے آپ کو ملاقات حاصل تھی، حضرت خضر علیہ السلام سے بھی استفادہ کیا۔ آپ حنفی المذہب تھے، حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کا نام انتہائی عقیدت کے ساتھ لیا ہے۔

آپ کی شادی والدین کی زندگی میں ہوئی تھی، مگر اہلیہ مزاج شائش نہ تھیں، اس لئے ان کی وفات کے بعد شادی نہیں کی، گیارہ (۱۱) سال کے بعد ایک خاتون کے غائبانہ حسن و کمال کے اسیر ہوئے، لیکن اللہ پاک نے دستگیری فرمائی، اور اس عورت کا خیال دل سے ہمیشہ کے لئے نکل گیا۔

آپ نے کئی کتابیں تحریر فرمائیں، آپ کی شہرہ آفاق تصنیف کشف المحجوب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ کی آخری تصنیف ہے، اور اس سے قبل نو (۹) کتابیں آپ نے اور لکھی تھیں، لیکن اب ان میں سے کوئی دستیاب نہیں ہے

بعض کے سرقہ اور دوسروں کا اپنی طرف منسوب کر لینے کا واقعہ حضرت نے خود لکھا ہے، بہر حال ان نو تصانیف کے نام یہ ہیں:

۱- دیوان، اس کو کسی نے اپنی طرف منسوب کر لیا (کشف المحجوب ص ۲) ۲- کتاب فتاویٰ، ۳- اسرار الخرق والمؤونات، ۴- الرعاۃ بحقوق اللہ تعالیٰ۔ اس نام کی ایک تصنیف شیخ احمد بن خضروییہ (م ۲۴۰ھ) کی بھی ہے جو کشف المحجوب کے ماخذ میں شامل ہے، اور اسی نام کی ایک کتاب ابو عبد اللہ الحارث بن اسد الحاسبی (م ۲۴۳ھ) کی تصنیف بھی ہے، جو لندن سے چھپ چکی ہے۔ ۵- کتاب البیان لابل العیان، ۶- نحو القلوب، ۷- منہاج الدین، طریقت، تصوف، اور مناقب اصحاب صفہ پر مشتمل ہے، اور حسین بن منصور حلاج کا حال بھی بیان کیا ہے۔ دیوان کی طرح اسے بھی کسی نے اپنی طرف منسوب کر لیا۔ ۸- ایمان، ۹- شرح کلام منصور

ایک کتاب کشف الاسرار کے نام سے حضرت داتا گنج بخشؒ کی طرف منسوب ہے، مگر تحقیق کے مطابق وہ جعلی ہے، حضرت کی کتاب نہیں ہے۔

البتہ کشف المحجوب آپ کی سب سے اہم تصنیف ہے، جو مسائل شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کا ایک بیش بہا گنجینہ ہے، اور اولیاء متقدمین کے حالات باہر کات اور ان کی مقدس تعلیمات کا بہترین خزینہ ہے، نیز فارسی زبان میں تصوف و احسان پر لکھی جانے والی یہ سب سے پہلی کتاب ہے۔ ہر دور کے اکابر اولیاء اللہ نے اس کو ایک بے مثل کتاب قرار دیا ہے۔ یہ کتاب آپ نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں تصنیف کی، اور اس کا تین چوتھائی حصہ یقیناً لاہور میں لکھا۔

کشف المحجوب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے پاک و ہند کے اکثر شہروں کی سیاحت کی تھی، اور آخری اقامت گاہ بننے کا شرف لاہور کی خاک کو حاصل ہوا، آپ کے لاہور آمد کی تاریخ میں اختلاف ہے، مگر قرین قیاس یہ ہے کہ ۱۰۵۹ھ / ۱۰۵۹ء میں لاہور تشریف لائے۔ حضرت داتا صاحبؒ نے لاہور تشریف لاتے ہی اپنی فرود گاہ کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کرائی، آپ کی تاریخ وفات میں بھی سخت اختلاف ہے، قرین صحت ۱۰۶۵ھ تا ۱۰۶۹ھ / ۱۰۷۳ء تا ۱۰۷۶ء ہے۔ مزار پر انوار لاہور میں مرجع خلائق ہے، ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن مسعود بن محمود نے آپ کا مزار تعمیر کرایا، اور یہ بھی لکھا کہ حضرت کے ساتھ جو دو قبریں ہیں وہ شیخ احمد حمادی سرخسی اور شیخ ابو سعید جویریؒ کی ہیں۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کمالاں رار ہنما

(کشف المحجوب (مترجم از ابوالحسنات سید محمد احمد قادری) ص ۱۴ تا ۶۵ مؤلفہ حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ، دیباچہ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری، تحقیق و تخریج و تدوین: ڈاکٹر خالق داد ملک، وڈاکٹر طاہر رضا بخاری، ناشر مکتبہ شمس و قمر جامعہ حنفیہ لاہور، فروری ۲۰۱۲ء / ربیع الاول ۱۴۳۳ھ)

اجمیر کا حال

حضور خواجہ غریب نواز اجمیر کی تشریف آوری سے بارہ (۱۲) سال قبل پر تھوی راج کی والدہ نے اپنے بیٹے کو علم نجوم کے ذریعہ آگاہ کر دیا تھا کہ آج سے بارہ (۱۲) سال بعد اجمیر میں ایک درویش اس صورت و شکل اور اس وضع قطع کا اپنے چالیس (۴۰) ہمراہیوں کے ساتھ حدود سلطنت میں داخل ہوگا، پر تھوی راج نے اس روز سے تمام قلمرو میں یہ حکم نافذ کر دیا تھا کہ اگر آج کی تاریخ سے کوئی مسلمان اس صورت و شکل کا چالیس ہمراہیوں کے ساتھ حدود سلطنت میں داخل ہو تو فوراً اس کو گرفتار کر کے ہمارے حضور میں پیش کیا جائے یا قتل کر دیا جائے۔ سرکار غریب نواز لاہور سے روانہ ہو کر جب سوانہ (پانی پت) کے قریب پہنچے تو وہاں کاراجہ اور پر تھوی راج کے سپاہیوں نے آپ کو شناخت کر لیا، حاکم کو اطلاع دی گئی، حاکم سمانہ (پانی پت) نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہار عقیدت کے طور پر دعوت طعام دی، آپ فوراً مراقب ہوئے، حضور انور ﷺ نے فرمایا، یہ لوگ مکار ہیں، ان کی باتوں میں نہ آؤ، دربار رسالت سے یہ ہدایت حاصل ہوتے ہی آپ نے دعوت رد کر دی، اور آپ وہاں سے اجمیر کے لئے روانہ ہو گئے۔

سرکار غریب نواز اجمیر میں

الغرض سرکار غریب نواز بتاریخ ۷ / محرم ۱۲۶۱ھ (۱۹ / نومبر ۱۸۶۵ء) کو داخل اجمیر ہوئے اور شہر سے باہر ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام فرمانے کا ارادہ کیا، ابھی سامان رکھنے نہ پائے تھے کہ ایک شخص نے رعونت آمیز لہجہ میں کہا، یہاں سامان نہ اتارو، کہیں اور جا کر ٹھہرو، یہ راجہ کے اونٹوں کے باندھنے کی جگہ ہے، یہ سن کر خواجہ غریب نواز نے فرمایا، ہمیں اونٹوں سے کیا غرض، وہ یہاں ہی بیٹھے رہیں گے، ہم جاتے ہیں، یہاں سے اٹھ کر آپ اپنے ہمراہیوں کو

ساتھ لے کر اس پہاڑ پر تشریف لے گئے، جہاں اب آپ کا چلہ بنا ہوا ہے، اور جو انساگر کے اوپر واقع ہے، شام کو جب وہ اونٹ وہاں آکر بیٹھے تو بیٹھے کے بیٹھے ہی رہ گئے، ساربانوں نے ہر چند ان کو مارا پینا مگر انہوں نے ذرہ برابر جنبش نہ کی، مجبور ہو کر ساربانوں نے سرکار میں حاضر ہو کر گریہ و زاری کی، تب آپ کے حکم سے وہ اونٹ اس جگہ سے اٹھے۔

بچھیا دودھ دینے لگی

جس وقت خواجہ غریب نواز نے انساگر کے پہاڑ پر ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام کیا، تو وہاں گائے کی بہت سی بچھیا چر رہی تھیں، آپ نے گوالہ کو بلا کر فرمایا، ہمیں دودھ پلاؤ، گوالہ نے بادب جواب دیا، حضور! یہ راجہ کی گایوں کے بے بیائے بچے ہیں، ان میں سے کوئی بھی دودھ نہیں دیتی، آپ نے ایک بچھیا کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، اچھا جاؤ اس بچھیا کا دودھ دوہ لاؤ، گوالہ نے جوں ہی اس بچھیا کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اس کے تھن دودھ سے بھر گئے، آپ کی برکت سے اس بچھیا نے اس قدر دودھ دیا کہ اکتالیس (۴۱) آدمیوں نے خوب سیر ہو کر پیا، آپ کی یہ حیرت انگیز کرامت دیکھ کر وہ گوالہ مسلمان ہو گیا۔

پجاریوں کے چہرے فق ہو گئے

ایک روز سرکار غریب نواز کا ایک خادم غسل کے ارادے سے انساگر گیا، چونکہ انساگر پر بے شمار بت خانے تھے، وہاں پجاریوں کا ہر وقت جگمگٹا رہتا تھا، پجاریوں نے اس کو دیکھ کر صرف شور و غل ہی نہیں مچایا بلکہ آمادہ فساد ہو گئے، ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمان کے ہاتھ لگانے سے تالاب کا پانی ناپاک ہو جائے گا، خادم مجبور ہو کر وہاں سے لوٹا اور حضور غریب نواز کی خدمت میں حاضر ہو کر نازیبا سلوک کی شکایت کی، خواجہ بزرگ کو پجاریوں کی اس نامعقول حرکت پر بہت غصہ آیا، آپ نے خادم کو بحالت غیظ و غضب حکم دیا کہ انساگر میں سے ایک

چھاگل پانی بھراؤ، خادم نے جوں ہی چھاگل پانی سے بھرا، انا سا گر جیسا تالاب اور تمام کنوؤں، چشموں حتیٰ کہ دودھ دینے والے جانوروں کے تھنوں میں دودھ خشک ہو گئے، یہ حال دیکھ کر پجاریوں کا رنگ فق ہو گیا، اور وہ دوڑے ہوئے پر تھوی راج کے پاس گئے، اور حالات سے باخبر کیا، تالاب اور چشموں کا پانی خشک ہو جانے کی وجہ سے عوام کے دلوں پر ہیبت بیٹھ گئی، حتیٰ کہ راجہ پر تھوی راج اس حیرت انگیز مشاہدہ سے نہ صرف حیران و دم بخود تھا بلکہ اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا، اور وہ دوڑا ہوا اپنی والدہ کے پاس آکر کہنے لگا، ماتاجی! جس گرو مہاراج کے آنے کی آپ نے آج سے بارہ (۱۲) سال پہلے مجھے خبر دی تھی وہ گرو مہاراج آ گیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اب ہمارا زمانہ خیر آ گیا ہے، اب ہمارے راج پاٹ کی خیر نہیں۔

پر تھوی راج نے فوراً ہی ارکان دولت کو بلا کر مشورہ کیا، کہ اس فقیر کو دفع کرنے کے لئے کیا تدبیر اختیار کی جائے، منت سماجت سے کام لیا جائے یا بہ جبر شہر سے باہر نکال دیا جائے، ارکان دولت نے عرض کیا، ان داتا! فقیر بڑا پہونچا ہوا ہے، اور اپنے وقت کا بڑا کامل ہے، مقابلے سے جانبر ہونا دشوار ہے، بہتر ہے کہ جوگی جے پال کو یہ خدمت سپرد کی جائے۔

جے پال جوگی کو شکست فاش اور قبول اسلام

راجہ کے حکم سے فوراً ایک ہر کارہ جے پال جوگی کے پاس گیا اور راجہ کا پیغام سنایا، کہ جلد مدد کو پہونچو ورنہ کہانی ختم ہے، جے پال ننگے سر ننگے پاؤں بھاگا ہوا آیا، راجہ کو بحال پریشان دیکھا، راجہ سے بات چیت کر کے جے پال جوگی ڈیڑھ ہزار مزید جادو گروں کو ساتھ لے کر مقابلہ کے لئے روانہ ہوا، خواجہ بزرگ کو جب جے پال جادو گر کے آنے کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنے اور اپنے چالیس (۴۰) ساتھیوں کے گرد عصائے مبارک سے حصار کھینچ دیا، جوگی جے پال جوں ہی سامنے آیا، اور حصار میں قدم رکھنا چاہا، اوندھے منہ گر گیا، پھر اس نے سحر کی پوری طاقت صرف کر دی، مگر اس کا کوئی سحر کامیاب نہ ہوکا، بلکہ وہ الٹا جے پال جوگی کے ساتھیوں

کے لئے پیغام موت ثابت ہوا، جے پال اپنی شکست فاش تسلیم کر کے قدموں پر گر پڑا اور اپنی اور اہالیان اجمیر کی تشنگی کارونارویا، حضور نے فرمایا، جا! وہ پانی کی چھاگل اٹھلا، جے پال نے ہر چند چھاگل اٹھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہا، سرکار غریب نواز نے فرمایا کہ بس اسی برتے (بل) پر ہمارا مقابلہ کرنے آیا تھا، اور اسی زور پر ناز تھا۔

جے پال جوگی نے حضرت خواجہ کو مغلوب کرنے کے لئے فن سحر کے تمام کمالات ختم کر دیئے تھے، مگر آپ کے آگے اس کی کچھ نہ چل سکی، اب جے پال جوگی نے اپنا آخری حربہ استعمال کیا، وہ جادو کے زور پر آسمان پر اڑ کر چلا گیا، سرکار غریب نواز نے اسی وقت اپنی کھراون (لکڑی کی چپل) کو حکم دیا کہ جاؤ اس سحر کار کی خوب مرمت کرو، حکم ملتے ہی کھراون ہوا میں پرواز کرنے لگی، اور جے پال جوگی کے سر و چشم پر اس زور سے پڑنے لگی، کہ پٹے پٹے اس کا برا حال ہو گیا، مجبور ہو کر ہر چند جے پال جوگی نے بیر مہابیر کو پکارا مگر حق کے سامنے باطل کا زور کہاں چل سکتا ہے، لاچار ہو کر آپ کے قدموں پر گر کر مشرف بہ اسلام ہو گیا، سرکار غریب نواز نے جے پال کا نام بدل کر عبداللہ رکھا، عبداللہ نے حضور سے درخواست کی کہ اس کمترین کے حق میں قیامت تک کی زندگی کے لئے دعا فرمائیے، آپ نے دعا فرمائی، کہ تو ان شاء اللہ قیامت تک زندہ رہے گا، بعض زائرین کا بیان ہے کہ عبداللہ بیابانی لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں، اور آج بھی زندہ ہیں، بھولوں کو راستہ بتاتے ہیں، اور مصیبت کے ماروں کے کام آتے ہیں³⁵۔

³⁵۔ لیکن جیسا کہ خلفاء کے بیان میں آگے آرہا ہے کہ حضرت عبداللہ بیابانی کی وفات ۲۵ / رجب ۱۲۸ھ مطابق ۲۹ / اکتوبر ۱۲۵۰ء کو ہو گئی تھی، مزار اجمیر شریف میں ہے،۔۔۔۔

اخبار الاخیار میں ایک اور شیخ عبداللہ بیابانی (ولادت ۱۸۰۲ھ / ۱۴۰۰ء - وفات ۱۹۰۵ھ / ۱۳۹۹ء) کا بھی ذکر ہے، مگر وہ متاخر ہیں، حضرت نظام الدین اولیاء کے منسلکین میں تھے، ابتداء میں ان کا قیام دہلی میں تھا، بعد میں وہ مندو

شادی دیوجن کا قبول اسلام

جے پال کی حسرت ناک ناکامی سے پر تھوی راج کا دل ٹوٹ گیا، اب اس کا رہاسہا سہارا وہ جن رہ گیا تھا، جس کی پرستش اہالیان اجمیر از راہ عقیدت کیا کرتے تھے یہ جن چونکہ پر تھوی راج کا دوست تھا، اسے اپنے دوست کی پریشانی کا علم ہوا، تو فوراً راجہ کے پاس دوڑا آیا، اور بے قراری اور پریشانی کی وجہ دریافت کی، راجہ نے سارا قصہ من و عن بیان کر دیا، اس جن نے جوں ہی سرکار غریب نواز کا نام سنا، تھرا گیا، ہیبت طاری ہو گئی، کہنے لگا، نادانو! اس مرد بزرگ سے نا آشنا ہو، یہ شخص شیر بیشہ معرفت ہے، اس کے سامنے تمہاری کیا حقیقت ہے، یہ کہہ کر فوراً سرکار غریب نواز کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا،۔۔۔ عرض کیا، یا ہادی! مجھ گمشدہ راہ کو راہ ہدایت بتلائیے، آپ نے اس جن کو کلمہ طیبہ پڑھایا، وہ جن بہ رضا و رغبت خود مسلمان ہو گیا۔

پر تھوی راج کا غصہ

سحر و ساحری کے ذریعہ جنگ میں شکست فاش کھا کر پر تھوی راج کا غصہ بڑھ گیا تھا، وہ دل ہی دل میں کھول رہا تھا، کہ اس بلائے بے درماں کے دفعیہ کی کیا تدبیر اختیار کی جائے، ایک روز پر تھوی راج قلعہ کی برجی پر بیٹھا ہوا مصروف نظارہ تھا کہ سدا بہار پہاڑی پر خواجہ غریب نواز کے گرد اہل حاجات اور بڑے بڑے لوگوں کا جم غفیر نظر آیا، فرط غضب میں پر تھوی راج نے ایک راجپوت سردار کو حکم دیا، کہ ایک دستہ سپاہیوں کا لے کر اس پورے ہجوم کو گرفتار کر ڈالو، اور فقیر سے کہو کہ کل تک اجمیر سے چلا جائے اور تمام شہر میں منادی کرادی

منتقل ہو گئے تھے، وہیں ان کا مزار ہے (اخبار الانیاری ص ۴۴۹ مؤلفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ترجمہ: مولانا سبحان محمود مولانا محمد فاضل، ناشر: مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

کہ اس اعلان کے بعد جو شخص اس فقیر کے پاس جائے گا اس کو سزا دی جائے گی، اور گھر بار تاراج کر دیا جائے، راجہ کا قاصد اور کو تو ال شہر جب سپاہیوں کا ایک دستہ لے کر سد ابہار پہاڑی پر پہنچا اور راجہ کا گستاخانہ پیغام سنایا تو آپ نے فرمایا، ہم تو خلق اللہ کی عنمخواری کے لئے آئے ہیں، رائے پتھورا ہمارے کام میں کیوں خواہ مخواہ دخل انداز ہوتا ہے، راجہ سے کہہ دینا کہ تین دن کے اندر معلوم ہو جائے گا کہ میں یہاں سے نکلتا ہوں یا تم۔

سرکار غریب نواز روزہ سے تھے، حاضرین کی گرفتاری آپ کو یک گونہ شاق گذری، مغرب تک مصلیٰ پر خاموش بیٹھے رہے، روزہ افطار فرمایا اور نماز سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر مراقبہ میں بیٹھے رہے، مراقبہ سے فارغ ہو کر خدام کے دریافت کرنے پر فرمایا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ حق تعالیٰ نے پر تھوی راج کے اختیارات کی باگ ڈور شہاب الدین کے ہاتھ میں دے دی ہے۔

غیبی طاقت کا ادنیٰ کرشمہ

اگلے روز پر تھوی راج قلعہ کے برج پر یہ دیکھنے چڑھا کہ سرکار غریب نواز یہاں سے چلے گئے یا نہیں، کہ اسے گوگر اگھاٹی کی طرف سے دو سانڈنی سوار تیزی سے آتے ہوئے دکھائی دیئے، راجہ نے سمجھا، یہ دونوں قاصد کھانڈے راؤ حاکم دہلی کے ہیں، کوئی خاص خبر لے کر آرہے ہیں، راجہ پر تھوی راج محل میں واپس آکر ارکان دولت کو جمع کر کے قاصدوں کی آمد کا انتظار کرنے لگا، تھوڑی دیر میں وہ دونوں قاصد راجہ کے دربار میں پہنچ گئے، اور کھانڈے راؤ کے ایک خط کے ساتھ شہاب الدین غوری کا اعلان جنگ پیش کیا، پر تھوی راج نے دونوں خط کو پڑھ کر کھانڈے راؤ حاکم دہلی کو خط لکھا کہ آس پاس کے تمام راجاؤں کو متحدہ طاقت سے مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ کرتے ہوئے تیار ہو جاؤ، اور خود بھی جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔

سرکارِ غریب نواز شادی دیو کی قیام گاہ پر

اسی دوران میں سرکارِ غریب نواز جے پال اور شادی دیو کی درخواست پر شادی دیو کی قیام گاہ پر جو وسط شہر میں واقع تھی، تشریف لے گئے، وہاں پہنچ کر آپ نے پر تھوی راج کو دعوتِ اسلام بھیجی، مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، سرکارِ غریب نواز کے قاصد نے جب پر تھوی راج کی سرکشی اور دعوتِ اسلام رد کر دینے کا حال ذکر کیا، تو آپ نے آنکھیں کھول کر فرمایا، اگر یہ کم بخت ایمان نہ لایا تو اسے اسلامی لشکر کے ہاتھوں زندہ گرفتار کرادوں گا۔

پر تھوی راج کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا، اس کا خیال تھا کہ میں شہاب الدین کو شکست دے کر ہی نہیں چھوڑوں گا بلکہ تاخت و تاراج کرتا ہوا غزنی تک پہنچوں گا، اس مقصد کے لئے اس نے بہت سے راجاؤں کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ جب پر تھوی راج اور کھانڈراؤ کی جنگی تیاریاں مکمل ہو گئیں، تو وہ ڈیڑھ لاکھ سوار اور ایک لاکھ پیادہ اور تین ہزار جنگی ہاتھی، اور سولہ ہزار سامانِ جنگ کے چھلڑے لدا کر شہاب الدین کا راستہ روکنے کے لئے پہلے ہی سے دریائے سرستی عبور کر کے تراوری (تراؤن³⁶) کے میدان میں پہنچ گیا، ادھر شہاب الدین کی فوج بھی آگئی، اور تراوری کے میدان میں دونوں جانب سے صف بندی ہو گئی۔

شہاب الدین غوری کا لشکر

تاریخ فرشتہ میں ہے کہ پر تھوی راج کی فوج تین لاکھ اور شہاب الدین غوری کا لشکر صرف ایک لاکھ ستر ہزار تھا، بہادر راجپوت کے مقابلے میں اگرچہ شہاب الدین کی فوج کی تعداد کچھ بھی نہ تھی، تاہم شہاب الدین کو یقین تھا کہ وہ اس جنگ میں یقیناً فتحیاب ہو گا۔

³⁶ - تاریخ فرشتہ میں تراؤن لکھا ہے (تاریخ فرشتہ ج ۱ ص ۱۴۷ مؤلفہ محمد قاسم فرشتہ، ترجمہ عبدالحی خواجہ (مشفق خواجہ

پر تھوی راج نے اپنی تین لاکھ فوج اس طرح ترتیب دی کہ آگے ایک لاکھ تیر اندازوں کی قطاریں تھیں، ان کے پیچھے ڈیڑھ لاکھ سوار صف بستہ تھے، پشت پر ڈیڑھ سو (۱۵۰) راجاؤں کی فوجیں تھیں، اور ان کے پیچھے پر تھوی راج مع پچاس ہزار سواروں کے موجود تھا، اور پشت پر ہاتھیوں کی قطار کھڑی تھی۔

ادھر شہاب الدین نے اپنے مختصر سے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا کہ سب سے آگے ایک کمان کی شکل میں بیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل تھے، ان کے وسط میں قطب الدین ایبک تھا، میمنہ پر اپنے بھتیجے عبداللہ کو اور میسرہ پر اپنے لڑکے محمود خان کو مقرر کیا، اور بقیہ تقریباً ساٹھ ہزار سواروں کو بارہ بارہ ہزار کے پانچ دستوں پر تقسیم کیا³⁷۔

۲۷ / محرم ۵۸۸ھ (مطابق ۱۹ / فروری ۱۱۹۲ء) کو جب ہر دو جانب سے صف بندی مکمل ہو گئی، تو راجپوتوں نے طبل جنگ بجایا، ایک لاکھ تیر اندازوں نے تیروں کی بارش شروع کر دی، ادھر غوری سپاہیوں نے نیزے سنبھالے، دیکھتے ہی دیکھتے دونوں لشکر گتھم گتھا ہو گئے، ہزاروں سرکٹ کٹ کر تنوں سے زمین پر گرنے لگے، آہ و بکا اور چیخ و پکار کی صدا سے فضا گونجنے لگی، ڈیڑھ گھنٹہ سخت معرکہ رہا، دشمنوں کو کاٹتے کاٹتے بہادر غوریوں کے ہاتھ شل ہو گئے، راجپوتوں کا ٹڈی دل سپاہی بڑھ بڑھ کر غوری لشکر کو ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا، کہ شہاب الدین کا بارہ ہزار کا تازہ دم دستہ آگے بڑھا، ہر گھنٹہ تازہ دم کمک پہنچنے کی وجہ سے مصروف جنگ غوری سپاہیوں کی ہمت بڑھتی رہی، جنگ طول پکڑتی رہی، دوپہر ہو گئی، پر تھوی راج کی فوج لڑتے لڑتے تھک گئی، قریب تھا کہ راجپوت فوج بھاگ پڑے مگر وقت کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے پر تھوی راج اور شرکائے جنگ راجگان نے تلسی کے پتے چبا چبا کر قسمیں

³⁷ - تاریخ فرشتہ ج ۱ ص ۱۲۷، ۱۲۸ مؤلفہ محمد قاسم فرشتہ، ترجمہ عبدالحی خواجہ (مشفق خواجہ)، ناشر: المیزان، لاہور،

کھائیں کہ مرجائیں گے مگر میدان جنگ سے منہ نہ موڑیں گے، الغرض تمام راجاؤں نے اپنی فوج کو جوش دلانا شروع کیا، جنگ کی آگ تیزی سے بھڑک اٹھی، شہاب الدین غوری گھوڑے کی پشت پر بیٹھا جنگ کی حالت ملاحظہ کر رہا تھا، کہ اس نے یکایک گھوڑے کی زین پر اپنی پیشانی رکھ دی، غنودگی سی طاری ہوئی، عالم رویا میں دیکھا کہ ایک بہت بڑی شاندار جامع مسجد میں جمعہ کی نماز ہو رہی ہے، شہاب الدین بھی جماعت میں شریک ہے، نماز سے فارغ ہو کر خطیب نے شہاب الدین کا شانہ پکڑ کر ہلایا، زین سے اٹھایا اور کہا کہ معزز الدین! اٹھو، یہ سونے کا وقت نہیں ہے، کارکنان قضا و قدر نے فتح و نصرت تمہارے لئے مقدر کر دی ہے، پر تھوی راج کی موت تمہارے ہاتھ میں ہے، غم نہ کرو، خدائے عز و جل تمہارے ساتھ ہے، یہ بشارت سنتے ہی شہاب الدین کی آنکھ کھل گئی، فوج کی طرف نظر ڈالی تو وہی مرد خدا ہر طرف فوج کی نگرانی کرتے نظر آئے۔

شہاب الدین غوری موقعہ شناس اور بہادر سپاہی تھا، اس نے جب دیکھا کہ گرمی کے سخت دن ہیں، دونوں طرف کی فوجیں لڑتے لڑتے تھک گئی ہیں، اور جنگ ایسے نازک مرحلے پر پہنچ گئی ہے کہ کسی فریق کی ادنیٰ سی غفلت بھی شکست کا باعث بن سکتی ہے، تو اس نے فوراً چھ ہزار کے تازہ دم دودستے میمنہ و میسرہ کی طرف روانہ کئے، اس کے علاوہ شہاب الدین کی خاصہ فوج کے بارہ ہزار سوار تھے، شہاب الدین خود ان کو دو دو ہزار کی چھ صفوں میں ترتیب دے کر قلب لشکر سے نکلا، اور راجپوت لشکر کی طرف بڑھا، اور عام حملہ کا حکم دیا، پر تھوی راج تین طرف سے گھر گیا، غوری کے خلجی نوجوانوں نے تھکے ہوئے راجپوتوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ راجپوتوں کے بدست ہاتھیوں نے خود راجپوتوں کو روند ڈالا۔

غرض ایک گھنٹہ کی تابڑ توڑ جنگ سے شہاب الدین نے تراوری (تراؤن) کا معرکہ

سر کر لیا، پر تھوی راج اور دیگر راجگان بھاگ پڑے، غوری سپاہیوں نے تعاقب کر کے چند

راجاؤں کو مار ڈالا، اور پر تھوی راج سستی کے کنارے گرفتار ہو کر قتل کر دیا گیا۔
 تراوری کا میدان فتح کر لینے کے بعد شہاب الدین کیلٹری کے راستے اجمیر روانہ ہوا،
 جس وقت شہاب الدین دیولی پہنچا تو وہاں ان راجاؤں کے لڑکے جن کے باپ اس جنگ میں
 مارے جا چکے تھے، دستاویزات فرمانبرداری اور شاہانہ تحائف لئے استقبال کے لئے جمع تھے،
 شہاب الدین نے شاہانہ کرم و عنایت سے ان کی دستاویزات پر مہر توثیق ثبت فرمائی، اور پر تھوی
 راج کے لڑکے کے ساتھ بالخصوص نہایت خندہ پیشانی سے پیش آیا، جاگیریں واگزاہت کیں،
 پر تھوی راج کے لڑکے کو ازراہ ترحم خسروانہ اجمیر کی حکومت عطا فرمائی، شہاب الدین غوری
 کے شاہانہ سلوک سے متاثر ہو کر راجگان نے کیلٹری کے مشہور تالاب کے کنارے چراغاں منایا
 ، غرض شہاب الدین غوری دیولی سے روانہ ہو کر غروب آفتاب کے وقت اجمیر پہنچا، اذان کی
 آواز سن کر حیران رہ گیا، کہ یہاں حق کی آواز! یہ کیا معاملہ ہے؟ اجمیر کے کسی ہندو لڑکے نے
 شہاب الدین سے عرض کیا، عالی جاہ! یہاں سال بھر سے چند درویش ٹھہرے ہوئے ہیں، وہ دن
 رات میں کئی مرتبہ اسی طرح پکار کر پوچھا کرتے ہیں۔

سلطان شہاب الدین خواجہ غریب نواز کے قدموں پر

کاشانہ ولایت پر پہنچ کر دیکھا کہ نماز باجماعت ہو رہی ہے شہاب الدین بھی
 شریک ہو گیا، جس وقت امام نے بعد فراغت نماز مقتدیوں کی طرف منہ کر کے دعا کے لئے
 ہاتھ اٹھائے تو شہاب الدین نے دیکھا کہ امام صاحب تو وہی بزرگ ہیں، جو میدان جنگ میں
 میری فوجوں کی رہنمائی کر رہے تھے، شہاب الدین حضور خواجہ غریب نواز سے قدم بوس ہونا
 چاہتا تھا کہ خواجہ بزرگ نے اس کو خود اپنی آغوش میں لے لیا، شہاب الدین بہت دیر تک اپنے
 رخسار حضور کے سینہ مبارک سے لگائے رہا، جب حضور خواجہ نے دعائیں دے کر بیٹھنے کے لئے
 ارشاد فرمایا تو شہاب الدین کی ڈاڑھی خوشی کے آنسوؤں سے تر تھی، اس کے بعد شہاب الدین

نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

شان فقر و درویشی

حضور سرکار خواجہ غریب نواز پر (غالباً آخری عمر میں) اکثر اوقات استغراقی کیفیت رہتی تھی، اور وہ بھی اس درجہ کی کہ آپ کو اپنی بھی خبر نہ رہتی تھی، نماز کے وقت حضرت خواجہ بختیار کاکی اور قاضی حمید الدین ناگوری سامنے کھڑے ہو کر بہ آواز بلند "الصلوة الصلوة" پکارتے پھر بھی آپ ہوشیار نہ ہوتے، تب مجبوراً شانہ مبارک ہلایا جاتا تو آنکھیں کھولتے تھے۔

آپ ہر سال بہ قوت روحانی اجمیر شریف سے زیارت کعبہ کے واسطے تشریف لے جاتے تھے، آخر زمانے میں تو یہ عالم تھا کہ آپ ہر شب خانہ کعبہ میں طواف کرتے اور صبح صادق سے پہلے اجمیر شریف واپس آکر نماز فجر ادا کرتے تھے۔

سرکار غریب نواز ایک دن حرم کعبہ میں تشریف فرما تھے، کہ ندا آئی اے معین الدین! ہم تجھ سے خوش ہیں، اور تجھے بخش دیا، جو کچھ چاہتے ہو مانگو عطا کروں گا، آپ نے عرض کیا، معین الدین کے مریدان سلسلہ کو بخش دے، ارشاد ہوا، تیرے سلسلہ کے تمام مریدان کو بخش دوں گا۔

سیر الاقطاب میں ہے کہ خواجہ غریب نواز فرمایا کرتے تھے کہ میں اس وقت تک جنت میں قدم نہ رکھوں گا جب تک میرے مرید جنت میں داخل نہ ہو جائیں۔

سرکار غریب نواز کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا، کہ آپ نے تمام عمر عبادت و ریاضات و مجاہدات میں بسر کی، ستر (۷۰) برس تک پہلوئے مبارک کو زمین سے نہ لگایا، سوائے اشد ضرورت کے آپ ہمیشہ با وضو رہتے تھے، عموماً عشا کی نماز سے فجر کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے، سفر اور حضر میں آپ روزانہ دو قرآن مجید ختم فرمایا کرتے تھے، ایک دن میں اور ایک رات میں، جب آپ پر حالت جلالی کا غلبہ ہوتا تھا تو حجرہ کا دروازہ بند کر کے مشغول

ہو جاتے تھے، نماز کے وقت حجرہ مبارک سے باہر تشریف لاتے، اس وقت جس پتھر پر نظر پڑ جاتی تھی، وہ اسی وقت خاک ہو جاتا تھا۔

حضور غریب نواز سنت نبوی کے سخت پابند تھے، خدا کے خوف سے ہر وقت لرزہ بر اندام اور اشکبار رہتے تھے، اخلاق محمدی کا مکمل نمونہ تھے، تحمل، عفو، اور بردباری کا یہ عالم تھا کہ آپ کبھی کسی سے رنجیدہ اور آشفته خاطر نہ رہتے تھے، نہ کسی پر غصہ فرماتے تھے، جو دو کرم کا یہ عالم تھا کہ کبھی کوئی سائل آپ کے در سے خالی نہ جاتا تھا، آپ بڑے حلیم، متواضع، اور منکسر مزاج تھے، سلام میں ہمیشہ سبقت فرماتے تھے، ہر ملاقاتی سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آیا کرتے تھے، اور ان کے رنج و غم میں برابر شریک رہا کرتے تھے۔

آپ کے مطبخ میں ہر روز اس قدر کھانا پکا کرتا تھا کہ شہر کے تمام غرباء و مساکین سیر ہو کر کھایا کرتے تھے، یومیہ خرچ کے لئے جس قدر رقم درکار ہوتی خادم دست بستہ عرض کرتا آپ مصلیٰ کا گوشہ اٹھا کر فرماتے، آج کے خرچ کے واسطے جس قدر درکار ہو لے لو، آپ کی خدمت میں جو سائل یا حاجت مند حاضر ہوتا آپ اس کے لئے دعا فرماتے۔ اور جو کچھ اس کی قسمت کا ہوتا مصلیٰ کے نیچے سے عطا فرماتے تھے، زہد و قناعت کا یہ عالم تھا کہ باوجود آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بادشاہ وقت کے پیر تھے اور بادشاہ بھی ان کا نہایت معتقد تھا، لیکن آپ نے کبھی اس شاہی تعلق کو کوئی اہمیت نہیں دی، امراء جو کچھ آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے، آپ اسی وقت غرباء میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے، سرکار غریب نواز سفر اور حضر میں ہمیشہ قائم اللیل اور صائم النہار رہا کرتے تھے، اور صرف افطار پر اکتفا فرماتے تھے، ساتویں روز خشک روٹی کا ایک ٹکڑا جو وزن میں پانچ مثقال سے کسی حالت میں بھی زیادہ نہ ہوتا تھا، پانی میں بھگو کر تناول فرمایا کرتے تھے۔

لباس مبارک ہمیشہ دوہرے کپڑے کا بخیہ شدہ ہوتا تھا، جب کہیں سے پھٹ جاتا تھا،

تو جس قسم کا کپڑا میسر ہوتا تھا بلا تامل پیوند لگا لیا کرتے تھے، آپ کے جسم اقدس پر ہمیشہ پیوند دار لباس رہا کرتا تھا، ابتدائی دور میں آپ کا ذریعہ معاش باغ اور پن چکی کی آمدنی تھی، مگر ان دونوں کو راہ خدا میں لگانے کے بعد آپ تیر و کمان اور چقماق ساتھ رکھتے تھے، اور شکار کے گوشت پر قناعت فرماتے تھے۔

سرکار غریب نواز کی ازواج و اولاد سعیدہ

حضرت سرکار غریب نواز نے بہ ایمائے سرور عالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بڑی عمر میں شادی کی تھی، آپ کی پہلی شادی خواجہ وحید الدین مشہدیؒ کی صاحبزادی بی بی عصمتؒ سے ۱۸۹۰ھ (مطابق ۱۹۳۰ء) میں ہوئی تھی، اور دوسری شادی بی بی امت اللہ سے۔

پہلی بیوی سے تین صاحبزادے، (۱) خواجہ فخر الدین ابوالخیرؒ، (۲) خواجہ ضیاء الدین ابوسعید، (۳) اور خواجہ حسام الدین ابوصالح پیدا ہوئے، اور دوسری بیوی سے حافظہ جمال صاحبہ، الغرض حضرت خواجہ بزرگؒ کی صلیبی اولاد میں صرف تین لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔

☆ حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیرؒ کا مزار شریف قصبہ سردار شریف ریاست کشن گڑھ میں اجمیر سے چونتیس (۳۴) میل کے فاصلے پر ہے، آپ کا عرس تین سے چھ شعبان تک ہوتا ہے۔

☆ حضرت خواجہ ضیاء الدین ابوسعیدؒ منجھلے صاحبزادے کا مزار شریف احاطہ درگاہ غریب نواز میں جھالہ میں واقع ہے، عرس ۱۳ / ذی الحجہ کو ہوتا ہے۔

☆ حضرت خواجہ حسام الدین ابوصالحؒ، آپ حضرت خواجہ غریب نواز کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں، آپ کا مزار شریف بھی لب جھالہ اپنے بھائی خواجہ ابوسعیدؒ کے مزار کے قریب ہے۔

☆ تاج المستورات حافظہ جمال: آپ کا مزار شریف خواجہ غریب نواز کے بائیں

ایک چھوٹے سے قبہ میں زیارت گاہ خلاق ہے، ۱۹/ رجب کو آپ کی فاتحہ بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے۔

سرکار غریب نواز کے چند ممتاز خلفاء

یوں تو سرکار غریب نواز کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے، مگر چند ممتاز خلفاء کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

(۱) قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ: آپ سرکار کے اول خلیفہ و خلیفہ اعظم ہیں، آپ کا مزار مبارک قصبہ مہرولی میں دہلی سے تیرہ (۱۳) میل کے فاصلے پر زیارت گاہ خاص و عام ہے، ۱۴/ ربیع الاول کو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ عرس ہوتا ہے

(۲) سلطان التارکین حضرت خواجہ حمید الدین ناگوریؒ (م ۵/ محرم ۶۴۳ھ مطابق ۸/ جون ۱۲۴۵ء مزار: دہلی)

(۳) قاضی و حید الدین ناگوریؒ (خراسانی) (م ۹/ جمادی الثانیہ ۶۴۵ھ مطابق ۱۷/ اکتوبر ۱۲۴۷ء مزار: ہرات)

(۴) حضرت عبداللہ بیابانیؒ (م ۲۵/ رجب ۶۴۸ھ مطابق ۲۹/ اکتوبر ۱۲۵۰ء مزار: اجمیر شریف)

(۵) حضرت شیخ محمد علی سنجرىؒ

(۶) حضرت شیخ محمد زاہد ترک نارسونىؒ (م ۱۱/ محرم الحرام ۶۳۴ھ مطابق ۲۰/

ستمبر ۱۲۳۶ء، مزار: دہلی)

ہدایت المعارف میں پچپن (۵۵) جنات خلفاء کے نام بھی درج ہیں۔

پندرہ (۱۵) آپ کے پیر بھائی بھی تھے جو حضرت کے ہمراہ ہندوستان آئے تھے۔

کرامات خواجہ

یوں تو سرکارِ غریب نواز کی حیاتِ طیبہ سر تا پا کرامت ہی کرامت تھی، کتبِ سیر و سوانح آپ کے تصرفات اور خرقِ عادات کے تذکرے سے پر ہیں، لیکن اس خیال سے کہ یہ مضمون اس عنوان سے تشنہ نہ رہ جائے، سرکارِ غریب نواز کی چند کرامات تقویتِ ایمان اور غذائے روح کے طور پر ذیل میں درج ہیں:

شمس الدین التمشؒ کی بادشاہت کی پیش گوئی

☆ ایک روز حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نوازؒ اور شیخ اوحاد الدین کرمانیؒ اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ ایک جگہ بیٹھے ہوئے گفتگو فرما رہے تھے، کہ سامنے سے ایک لڑکا تیر و کمان ہاتھ میں لئے ہوئے گذرا، سرکارِ غریب نواز نے فرمایا، مجھے لوح محفوظ پر دیکھ کر معلوم ہوا ہے کہ یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہوگا، آپ کی پیشین گوئی حرف بحرف صادق آئی، وہ لڑکا سلطان شمس الدین التمشؒ تھا، جو دہلی کا جلیل القدر شہنشاہ بنا۔

ارادۂ قتل سے باخبر ہو گئے

☆ ایک روز ایک شخص بغل میں چھری دبا کر قتل کے ارادے سے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کیا، مجھے حضور کی قدمبوسی کا بے حد اشتیاق تھا، آپ نے فرمایا، تو جس کام کے لئے آیا ہے وہ کام کر، میں تیرے سامنے موجود ہوں، یہ سن کر وہ شخص خوف کے مارے تھر تھر کانپنے لگا، عرض کیا، حضور! میں بے قصور ہوں، مجھے فلاں شخص نے آپ کے قتل کے لئے بھیجا تھا، اللہ معاف فرمائیے، یہ کہہ کر اس نے چھری آپ کے آگے ڈال دی، آپ نے کمال خندہ پیشانی سے اسے معاف فرمادیا، وہ فوراً تائب ہو کر آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گیا۔

آپ کی دعا سے مردہ زندہ ہو گیا

☆ ایک روز ایک عورت نالہ و فریاد کرتی ہوئی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی، آپ اس وقت وضو فرما رہے تھے، عورت نے عرض کیا حضور حاکم شہر نے میرے لڑکے کو ناحق قتل کر دیا ہے، میں حضور کے پاس فریاد لے کر آئی ہوں، آپ نے وضو سے فارغ ہو کر عصائے مبارک ہاتھ میں لے کر مقربان کے جلوس قتل گاہ کی طرف تشریف لے جا کر سر اور جسم کو ملا کر رکھا اور خداوند کریم سے دعا کی، یا اللہ! اگر یہ لڑکا بے قصور ہے، تو اس کو زندہ کر دے، یہ دعا کر کے آپ نے لڑکے کے جسم پر عصائے مبارک رکھ کر فرمایا، خدا کے حکم سے زندہ ہو جا، وہ اسی وقت زندہ ہو گیا، سرکار غریب نواز کی کرامت صرف آپ کی حیات تک ہی مخصوص نہ تھی، وفات کے بعد بھی اب تک جاری ہے۔

ولی کی علامات

حضور خواجہ غریب نواز کا ارشاد ہے، کہ جس شخص میں تین (۳) خصلتیں ہوں اس کو ولی کامل سمجھنا چاہئے، اول دریا کی سخاوت، دوم سورج کی طرح شفقت، سوم زمین کی طرح تواضع۔

سرکار غریب نواز کا وصال

وصال سے کچھ روز پہلے آپ کو معلوم ہو چکا تھا کہ محبوب حقیقی سے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے، اسی روز سے آپ پر ایک خاص کیفیت طاری رہنے لگی تھی، وصال سے چند روز پیشتر حضرت خواجہ قطب الدین گواپنا خلیفہ مقرر فرمایا، اور قطب جہاں کا خطاب عطا فرمانے کے بعد دہلی روانہ فرمایا، ۵ / رجب المرجب ۶۳۳ھ (۲۱ / مارچ ۱۲۳۶ء) کی شام آپ پر اس خاص کیفیت کا غلبہ زیادہ ہو گیا، چنانچہ بعد نماز عشا حجرہ مبارک کا دروازہ بند کرنے کے بعد

سرکار غریب نواز نے خدام کو اندر آنے سے منع فرمایا، خدام تمام رات حجرے کے باہر حاضر رہے، اور صدائے وجد سنتے رہے، لیکن آخر شب میں آواز آئی موقوف ہو گئی، نماز فجر کے وقت خدام دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہے تھے، جب دروازہ نہ کھلا تو خدام نے دستک دی، کوئی جواب نہ آیا، تو دروازہ توڑا گیا، دیکھا کہ آپ واصل بحق ہو چکے تھے، اور آپ کی پیشانی مبارک پر بہ خط نور لکھا تھا "حبيب الله مات في حب الله" آپ کے بڑے صاحبزادے خواجہ فخر الدین نے آپ کے جنازے کی نماز پڑھائی، انبیاء علیہم السلام کی سنت کے مطابق آپ بمقام اجمیر اسی حجرہ مبارک میں جہاں آپ بود و باش رکھتے تھے محو استراحت ہیں³⁸۔

(۱۷)

حضرت خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکیؒ

حضرت خواجہ قطب الاقطاب ۱۹ / ربیع الاول ۷۵۳ھ (مطابق ۱۹ / اکتوبر ۱۴۲۲ء)

کو بروز دوشنبہ صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے، آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں، کہ نصف شب گذر چکی تھی، میں حسب معمول بیدار ہوئی، زمین سے آسمان تک تجلیات کا ہجوم تھا، سارا گھر بقعہ نور معلوم ہوتا تھا، میری آنکھیں حیران تھیں، اور دل مضطرب تھا، عرض کیا بار الہا! یہ کیا

³⁸۔ آپ کی وفات سلطان شمس الدین التمشؒ کے دور میں ہوئی، تاریخ وفات جمہور اہل تاریخ کے نزدیک ۶ / رجب المرجب یوم دوشنبہ ۶۳۲ھ مطابق ۲ / اپریل ۱۲۳۵ء ہے، بعض نے ۳۰ / ذی الحجہ بھی لکھا ہے، مگر پہلا قول صحیح ہے، البتہ سن وفات میں سخت اختلاف ہے، ۶۳۲ھ، ۶۳۳ھ، ۶۳۶ھ، ۶۳۷ھ کئی اقوال ہیں، عمر میں بھی کئی اقوال ہیں، بعض نے چھیانوے (۹۶) سال، بعض نے ایک سو چار (۱۰۴) اور بعض نے ایک سو سات (۱۰۷) سال بتائی ہے (اخبار الاخیار ص ۵۹ تا ۶۵ مؤلفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ☆ خزینۃ الاصفیاء ص ۶۱ تا ۶۲ مؤلفہ مفتی غلام سرور ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۶۵ تا ۱۷۰ مؤلفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی، ناشر: مکتبہ شیخ زکریا، سہارن پور، ۱۳۹۳ھ ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۶۸ خلیق نظامی)

معاملہ ہے؟ غیب سے ندا آئی، یہ وقت تمہارے بیٹے کی ولادت کا ہے، اور یہ تمام جلوہ سامانی اسی فرزند کی وجہ سے ہے، اس کے بعد آثار ولادت شروع ہوئے، اور صبح صادق کے وقت قطب الدین پیدا ہوئے، میں نے دیکھا کہ قطب الدین نے سجدہ کے لئے اپنا سر زمین میں رکھ دیا ہے، اور سبحان ربی الاعلیٰ کہہ رہے ہیں، جب انہوں نے بولنا شروع کیا، تو اسی نوعمری ہی میں یہ حال تھا، کہ جو کچھ کہتے فوراً وقوع پذیر ہو جاتا، حضرت قطب صاحبؒ کی عمر ڈھائی (یا ڈیڑھ) برس کی ہوئی تو آپ کے والد محترم حضرت خواجہ سید کمال الدینؒ کا وصال ہو گیا اور والدہ محترمہ نے خاص توجہ کے ساتھ آپ کی تربیت شروع کی، آپ کی عمر کا پانچواں سال شروع ہوا تو حسن اتفاق سے اسی زمانہ میں خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتیؒ "اوش" میں تشریف لائے، حضرت قطب صاحبؒ کی والدہ محترمہ نے اس موقعہ کو غنیمت جان کر بیٹے کو آپ کی خدمت میں بھیجا، تاکہ اس مقدس بزرگ کے سامنے وہ پہلی بار زانوئے تلمذ تہہ کریں، حضرت خواجہ اجمیریؒ نے ہاتھ میں تختی اور قلم لے کر ابھی کچھ لکھنا ہی چاہا تھا، کہ خواجہ حمید الدین ناگوریؒ تشریف لائے، اور آپ نے اپنے دل کے تقاضے پر وہ تختی اور قلم خواجہ ناگوریؒ کی طرف بڑھا دیا، خواجہ ناگوریؒ نے ازراہ مزاح حضرت قطب صاحبؒ سے دریافت کیا، تختی پر کیا لکھوں؟ حضرت قطب صاحبؒ نے فرمایا، قرآن مجید کے پندرہویں پارے سے شروع کیجئے، خواجہ ناگوریؒ کو تعجب ہوا، اور آپ نے دریافت فرمایا، اور پندرہ (۱۵) پارے تم نے کہاں پڑھے، حضرت قطب صاحبؒ نے جواب دیا، میری والدہ پندرہ پارہ کی حافظہ ہیں، وہ پڑھا کرتی تھیں اور میں یاد کرتا رہتا تھا، خواجہ ناگوریؒ نے آپ کو سینہ سے لگایا، اور پندرہویں پارے سے تختی لکھ دی، خواجہ ناگوریؒ سے حفظ قرآن مکمل کر کے اپنے وقت کے مشہور عالم و صوفی حضرت مولانا ابو حفصؒ سے حضرت قطبؒ نے علوم کی تکمیل کی، ۱۷/ سال کی عمر میں حضرت قطب صاحبؒ

نے خواجہ اجمیریؒ سے بغداد کی ایک مسجد میں بیعت طریقت کی، جہاں حضرت شیخ برہان الدین چشتیؒ اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ جیسے باعظمت اولیاء اللہ موجود تھے۔

بغداد ہی میں حضرت قطب صاحبؒ نے ریاضت اور مجاہدے کی منزلیں طے کیں، یہاں تک کہ حضرت خواجہ اجمیریؒ نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور عوام کی رشد و ہدایت پر مامور فرمایا۔

حضرت قطب صاحبؒ سے عوام کو اتنی محبت تھی کہ حضرت قطب صاحبؒ جب کسی جگہ تشریف لے جاتے تو بہت سے آدمی آپ کے ہمراہ ہوتے، حضرت قطب صاحبؒ حجرے سے مسجد تشریف لے جاتے تو بہت سے امراء، علماء، صوفیاء، اور دوسرے عوام و خواص اس راستے میں اپنے دو شالے اور پگڑیاں بچھا دیتے، تاکہ آپ کے مبارک پاؤں زمین پر نہ پڑنے پائیں، اور اسی ارادت و عقیدت کی وجہ سے ان کو بھی روحانی برکت و سعادت حاصل ہو، سلطان شمس الدین التمشؒ کو حضرت قطب صاحبؒ سے بے پناہ عقیدت تھی، سلطان روزانہ حضرت قطب صاحبؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تھا، اپنے اہم معاملات میں آپ سے طالب دعا ہوتا تھا، آپ اس کے لئے دعا فرماتے تھے، اور ان امور میں اسے کامیابی ہوتی تھی۔

حضرت قطب صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کو پانی کی بہت تکلیف ہوتی تھی، اس لئے سلطان شمس الدین التمشؒ نے زائرین و حاضرین کی آسانی کے لئے ایک حوض تعمیر کرانے کا ارادہ کیا، تو سلطان نے خواب میں دیکھا کہ حضور فخر کائنات سرور عالم ﷺ ایک مقام پر تشریف رکھتے ہیں، اور ارشاد فرما رہے ہیں کہ، شمس الدین! اگر تم حوض بنانا چاہتے ہو تاکہ خلق خدا کو فائدہ پہنچے تو جہاں میں کھڑا ہوں اس جگہ حوض بناؤ، بیدار ہونے کے بعد سلطان کو وہ جگہ یاد رہی، اور اسی جگہ اس نے ایک بہت بڑا حوض تعمیر کرایا، جسے تاریخ نے "حوض شمس" کے نام سے یاد رکھا ہے، ایک طویل مدت تک تبلیغ کا کام انجام دینے اور لوگوں کی

ہدایت اور رہنمائی کے بعد حضرت قطب صاحب ۱۴ (یا ۲۴) / ربیع الاول (۶۳۳ھ) ۶۳۴ھ
(مطابق ۱۳ یا ۱۳ / دسمبر ۲۳۵ یا ۲۳۶ء، دو شنبہ) کو جو اررحمت میں تشریف لے گئے³⁹۔

وصال کا واقعہ مؤرخین نے یہ لکھا ہے کہ حضرت قطب صاحب خانقاہ میں تشریف
رکھتے تھے، کہ قوال نے یہ شعر پڑھا:

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جان دیگر است

قطب صاحب پر حال کی کیفیت طاری ہوئی، خواجہ حمید الدین ناگوری^۲ اور شیخ
بدر الدین غزنوی^۲ اس حال کو دیکھ کر آپ کو حجرہ میں لے گئے، تین شبانہ روز یہی حال رہا، بالآخر
چوتھے روز وصال فرمایا، جس جگہ آپ کا مزار مبارک ہے وصال سے چند روز پہلے آپ نے اپنے
دفن ہونے کے لئے اس جگہ کو آپ نے خود ہی پسند فرمایا تھا، وصال کی اطلاع ہوئی، تو سلطان
شمس الدین التمش نے حاضر ہو کر آپ کو غسل دیا، کفن پہنایا اور جنازے کی نماز پڑھائی⁴⁰۔

حضرت قطب صاحب^۲ کے خلیفہ ارشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر^۲ نے قبر شریف
تیار کی، سبع شمائل میں حضرت سیدنا قاضی حمید الدین ناگوری^۲ نقل کرتے ہیں، کہ انہوں نے
فرمایا کہ میں بعد دفن کرنے قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی^۲ کے مزار پر موجود تھا
، میں نے بطور کشف کے دیکھا کہ منکر نکیر آئے اور خواجہ قطب^۲ کے سامنے بہت ادب سے بیٹھ
گئے، اسی اثناء میں دو فرشتے اور پہونچے، حق تعالیٰ کا سلام حضرت قطب^۲ کو پہونچایا، اور ایک کاغذ

³⁹- آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے، حضرت منوروی نے جو تاریخ وفات لکھی ہے اکثر مؤرخین کے نزدیک وہی
راج ہے، جیسا کہ مفتی غلام سرور نے سفینۃ الاولیاء، اخبار الاولیاء، اور معراج الولايت وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں، البتہ
مخبر الواصلین میں سن وصال ۶۳۳ھ لکھا ہے، مگر پہلا قول راجح ہے (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۱۷۶ تا ۱۹۰ مولفہ مفتی غلام
سرور لاہوری)

⁴⁰- اخبار الاخبار ص ۶۷ تا ۶۹ مولفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی^۲ خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۱۷۶ تا ۱۹۰ مولفہ مفتی
غلام سرور لاہوری^۲ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۷۱ تا ۱۷۶ شیخ زکریا کاندھلوی^۲

سبز روشنائی کا لکھا ہوا نکالا اور حضرت خواجہؒ کے ہاتھ میں دیا، اس میں لکھا تھا کہ اے قطب الدین! میں تم سے خوش ہوں اور میں نے تمہاری برکت سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی امت کے سب گنہ گاروں کی قبروں سے عذاب اٹھالیا، اس لئے کہ جب زندوں نے تم سے بہت نفع اٹھایا ہے تو مردے بھی تم سے نفع حاصل کریں، اور تمہاری قدر جانیں، دو فرشتے اور بھی پہنچے، خواجہ کو حق کا سلام پہنچایا، اور منکر نکیر سے کہا، حق تعالیٰ نے فرمایا ہے، ہمارے قطب سے سوال مت کرو، میں نے اپنے قطب سے خود سوال کر لیا ہے، اور وہ سوال کا جواب ہم کو دے چکے ہیں، تم لوگ واپس جاؤ۔

۱۹۴۷ء کے ہنگاموں میں درگاہ شریف کے کچھ حصے کو نقصان پہنچا تھا، ہندوستان کی جمہوری حکومت نے اس نقصان کو شدت سے محسوس کیا، اور پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) روپے صرف کر کے درگاہ شریف کے شکستہ حصوں کو از سر نو تعمیر کرایا، حضرت قطب صاحب کی درگاہ شریف کے مصارف کے لئے مختلف سلاطین نے جائیدادیں وقف کی تھیں، جن کا انتظام برطانوی حکومت نے اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا، اور خدام درگاہ کو مصارف کے لئے اٹھارہ سو (۱۸۰۰) روپے سالانہ دیئے جاتے تھے، ۱۹۴۷ء کے بعد آج تک یہ انتظام بدستور قائم ہے، اور ہندستان کی جمہوری حکومت درگاہ شریف کے لئے اٹھارہ سو (۱۸۰۰) روپے سالانہ دے رہی ہے، جس سے درگاہ شریف کے مصارف پورے ہوتے ہیں۔

(۱۸)

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ

آپ کا اسم گرامی مسعود لقب فرید الدین ہے، دنیا آپ کو گنج شکر یا شکر گنج کے نام سے یاد کرتی ہے، آپ کی ولادت باسعادت ۲۹ / شعبان ۵۹۲ھ (۱۲ / جولائی ۱۱۹۸ء) کو ضلع

ملتان کے ایک معمولی قصبہ میں ہوئی، اور تمام ہفتہ روزہ رکھا، آپ کا سلسلہ نسب حضرت فاروق اعظمؓ سے ملتا ہے، آپ کے والد بزرگوار حضرت جمال الدین سلیمانؒ جو شہاب الدین غوری کے عہد میں افغانستان سے ہندوستان تشریف لائے تھے، اول لاہور میں اقامت گزریں ہوئے، اور قلیل مدت کے بعد قصور اور ملتان ہوتے ہوئے قصبہ کہن والی (کھوٹوال) میں آباد ہو گئے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی ولادت باسعادت اسی مقام پر ہوئی، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے مقام پیدائش پر ہی حاصل کی، اس کے بعد آپ حصول تعلیم کے لئے ملتان تشریف لے گئے، یہاں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا، اسی زمانہ میں حضرت بختیار کاکیؒ ملتان تشریف لائے، ایک روز آپ نے اس مسجد میں نماز ادا کی جہاں شیخ فرید الدین اقامت گزریں تھے، شیخ نے جب حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کو دیکھا تو پہلی نظر ہی میں ان کے دلدادہ ہو گئے، اور حلقہ بیعت میں داخل ہو گئے، اس وقت شیخ کی عمر اٹھارہ (۱۸) برس کی تھی، حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ تو دلی تشریف لے گئے، اور اپنے مرید سے تاکید فرما گئے کہ وہ تعلیم میں ترقی کی کوشش کریں، چنانچہ فوراً ہی بعد شیخ فرید الدین ملتان سے نکل کر غزنی، بغداد اور بدخشاں ایسے شہروں کی طرف روانہ ہو گئے، جو اس زمانے میں اسلامی علوم و طریقت کے مشہور و معروف مراکز تھے، اس طویل سیاحت کے زمانے میں حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کو بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ سے ملاقات اور استفادہ کا موقع ملا، ان میں سب سے بزرگ شخصیت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی ہے، شیخ فرید الدینؒ کو ان سے بڑی محبت ہو گئی تھی، سیاحت کے دوران آپ کو بیت المقدس کی زیارت و اقامت کا شرف بھی حاصل ہوا، طویل سیاحت کے بعد آپ واپس وطن تشریف لائے، اور دہلی میں اپنے مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کی تربیت میں مجاہدہ شروع کیا، اسی زمانہ میں حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ آپ سے ملنے کے لئے آپ کے حجرہ میں تشریف لائے، بابا صاحب دیکھتے ہی

عجالت کے ساتھ تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے، مگر ضعف اس قدر غالب تھا کہ پھر دھم سے زمین پر گر پڑے اور اپنی بے اختیاری و مجبوری پر رو پڑے، خواجہ صاحب تو غریب نواز مشہور ہی تھے، آنسو دیکھتے ہی دریائے رحمت جوش میں آگیا اور خود قطب صاحب سے فرمانے لگے، بختیار! خود شہباز جال میں پھنسا ہے، اب کب تک اس نوجوان کو مجاہدہ کی آگ میں جلاتے رہو گے، اس پر کچھ عنایت کرو، یہ فرما کر خواجہ غریب نواز نے خود ہاتھ پکڑ کر قبلہ رو کھڑا کیا، اور اپنے اور خواجہ قطب کے درمیان لے لیا، اسم اعظم کی تعلیم کی اور وہ کچھ عطا کیا جس تک طائر تصوف ہزار سال اڑ کر بھی نہیں پہنچ سکتا، غرض مالامال کر دیا، دیر تک آپ کے حق میں دعا کرتے رہے، پھر فرمایا کہ ان شاء اللہ اس مجسمہ عرفان و فدائیت سے ہمارے سلسلہ چشتیہ کو ہندوستان میں بڑا عروج ہو گا۔

بابا صاحب مسند خلافت پر

چند ہی روز کے بعد خواجہ قطب صاحب نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور مسند خلافت لکھ کر حوالہ کیا، اب یہ ذات گرامی جو عرصہ سے مجاہدات و ریاضات و عبادات میں مصروف تھی، خواجہ قطب سے ضیائے کامل حاصل کر کے خود آفتاب بن چکی تھی، وقت آگیا تھا کہ یہ آفتاب افق ہند پر طلوع ہو، اللہ تعالیٰ کے یہاں سے بھی آپ کو قبولیت عامہ کا منصب عطا ہو چکا تھا، اور واپسی کے عظیم و جلیل شرف سے بھی آپ مشرف ہونے ہی والے تھے، اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرنے لگتا ہے، دنیا اس سے محبت کرنے لگتی ہے، واپسی کی سعادت کے بعد تو مخلوق سمندر کی امواج کی طرح اس کی طرف امنڈ امنڈ کر آتی ہے، دہلی کے قیام ہی میں آپ کا شہرہ پھیل گیا، اور لوگ جوق در جوق آپ کے پاس آنے اور فیض حاصل کرنے لگے، ہجوم کی کثرت آپ کے اذکار و اشغال میں خلل کا باعث ہونے لگی، اس لئے آپ اجازت لے کر وہاں سے چلے گئے، وہاں حضرت جمال الدین ہانسویؒ ایک مدت سے مجاہدہ و ریاضت کر رہے تھے،

تصفیہ باطن ہو چکا تھا، آپ نے انہیں اپنے حلقہ راست میں لے کر ایک ہی نظر میں کامل کر دیا، اور تمام حجابات اٹھ گئے، مخلوق کا اثر دہام بہت بڑھا تو آپ تنگ آ کر شیخ جمال الدین کو خلافت عطا کر کے پھر اپنے وطن کو ٹھووال تشریف لے گئے، اور پھر وہاں سے ضلع ملتان کے ایک مقام اجودھن میں آکر مقیم ہو گئے۔

اجودھن اس زمانے میں جنگلوں سے گھرا ہوا تھا، آپ نے سمجھا یہ تھا کہ یہاں سکون و اطمینان میں رہ کر زندگی بسر کروں گا اور عبادات و ریاضات میں کوئی فرق نہ آئے گا، لیکن یہاں بھی ہجوم ہو گیا، اور آپ نے ارادہ کر لیا کہ اس قصبہ کو بھی خیر باد کہہ دیا جائے، لیکن مراقبہ کی حالت میں آپ کو اپنے مرشد گرامی کی طرف سے حکم ہوا کہ تمہیں خاص طور سے اس قصبہ میں بھیجا گیا ہے، اب یہاں سے قدم نہ نکالو۔

آپ نے راہ سلوک میں بڑی بڑی ریاضتیں کیں، بیس (۲۰) برس تک عالم تفکر میں کھڑے رہے، اور بیٹھنے کا ہوش نہیں آیا، رمضان المبارک میں ہر رات کو تراویح کی نماز میں دو مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے، اور بعض راتوں کو دس دس پارے مزید پڑھ جاتے تھے، اللہ تعالیٰ کے خوف کا یہ عالم تھا، کہ مجلس میں بات بات پر آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب بہتا تھا، آپ کو رسول اکرم ﷺ کی ذات بابرکات سے نہایت محبت تھی، آپ کا ذکر خیر ہوتا تو زار و قطار رونے لگتے تھے، ایک شب سماع کی حلت و حرمت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی اور علماء ظاہر کے اختلاف کا ذکر آگیا، آپ نے فرمایا، سبحان اللہ، یکے سوخت و خاکستر شد دیگر ہنوز در اختلاف است۔"

ازواج و اولاد

اتباع سنت میں آپ نے تین (۳) شادیاں کی تھی، ایک بیوی سلطان غیاث الدین

بلبن کی صاحبزادی تھی، ان کے بطن سے پانچ (۵) صاحبزادے اور تین (۳) صاحبزادیاں ہوئیں:

صاحبزادے: خواجہ شہاب الدین، خواجہ بدرالدین، خواجہ نظام الدین، خواجہ یعقوب، اور خواجہ عبداللہ۔

صاحبزادیاں: بی بی فاطمہ، بی بی شریفہ، اور بی بی مستورہ۔

وصال پر ملال

حضرت کا انتقال ۶۶۲ھ میں ۵ / محرم (۲۳ / اکتوبر ۱۲۶۵ء) کو عشا کی نماز کے بعد حالت سجدہ میں ہوا⁴¹، سجدہ میں سر رکھا اور یاحی یا قیوم کہتے ہوئے جاں بحق ہوئے، خانقاہ میں مدفون ہوئے، جہاں آج تک انوار برستے ہیں، عظیم الشان روضہ بنا ہوا ہے، جلال الدین اکبر بادشاہ نے جسے آپ کے مزار مبارک سے بڑی عقیدت تھی، اس مقام کا نام پاک پٹن رکھا جو آج تک اسی نام سے مشہور ہے۔

⁴¹ - صاحب خزینۃ الاصفیاء نے سیر الاقطاب کے حوالے سے ۶۹۰ھ مطابق ۱۲۹۱ء نقل کیا ہے، اور اسی کو معتبر قرار دیا ہے، پاک پٹن ضلع ملتان میں آپ کا مزار مبارک ہے جو لاہور اور ملتان کے درمیان واقع ہے، آپ کے خلفاء کی تعداد حد شمار سے باہر ہے، بعض لوگوں نے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) تک بتایا ہے، بعض نے پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) اور بعض حضرات نے خلفاء کی تعداد پانچ سو چوراسی (۵۸۴) لکھی ہے، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور حضرت علی احمد صابر کلیری آپ ہی خلفاء میں ہیں، خزینۃ الاصفیاء میں آپ کے تینتیس (۳۳) خلفاء کی فہرست دی گئی ہے، (خزینۃ الاصفیاء ص ۱۰۸ تا ۱۳۸ مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوری ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۷۶ تا ۱۸۰ مؤلفہ حضرت شیخ محمد زکریا کاندھلوی، ناشر: کتب خانہ اشاعت العلوم، سہارن پور، ۱۳۹۲ھ)

(۱۹)

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ

شیخ کے آباء واجداد بخارا سے ترک وطن کر کے ہندوستان آئے تھے، اور لاہور میں مقیم ہوئے، پھر وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی، بدایوں اس وقت "قبۃ الاسلام" کہلاتا تھا، اس پاک زمین میں (۲۷ / صفر المظفر ۶۳۶ھ یا ۶۳۴ھ مطابق ۱۵ / اکتوبر ۱۲۳۸ھ یا ۱۲۳۶ھ) کو شیخ کی ولادت ہوئی، آپ کے والد ماجد علیل ہوئے، ایک رات آپ کی والدہ ماجدہ (بی بی زلیخا) نے خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ کہہ رہے ہیں، کہ دو میں سے صرف ایک کو اختیار کر سکتی ہو یا خواجہ احمد گو یا بیٹے کو، اس پاک دامن بیوی نے بیوگی کو قبول کیا اور شیخ کی زندگی کو خواجہ احمد کی موت پر ترجیح دی، انہوں نے چند روز کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا، اور بدایوں کی سرزمین میں دفن کئے گئے، سلطان المشائخ جب بڑے ہوئے تو ان کی والدہ نے انہیں مکتب میں بھیجا، مکتب میں آپ نے قرآن شریف حفظ کر لیا، اور دیگر علوم منقولات کی تحصیل بھی کی، اور تیرہ (۱۳) سال کی عمر میں علم فقہ کی تشنگی سے سیراب ہونے کے لئے دہلی تشریف لائے، اور شیخ مجیب الدین متوکل کے ہمسائے میں قیام کیا، دہلی میں رہ کر تین چار سال کی مدت میں وہ تبحر علمی حاصل کیا، کہ علمائے وقت سے مذاکرے رہنے لگے۔

حضرت شیخ المشائخ کو حضرت بابا صاحبؒ کی زیارت کی تمنادت سے تھی، ایک دن رخت سفر باندھا اور اجودھن جا پہنچے، بدھ کا دن تھا، (۱۵ / رجب المرجب) ۶۵۵ھ (مطابق ۲ / اگست ۱۲۵۷ھ) میں قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا، پہلی بات جو انہوں نے شیخ کی زبان سے سنی یہ تھی:

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ

سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

شیخ کے دست حق پرست پر بیعت کی، اس وقت شیخ کی عمر بیس (۲۰) سال کی تھی، اور دہلی کی خلافت پائی، دہلی آکر اپنے اقلیم صدق و صفا پر حکمرانی شروع کر دی، بادشاہ عوام پر حکومت کرتا اور آپ عوام کے دلوں پر قابض تھے، لوگ جوق در جوق آتے تھے، اور شیخ سے فیض حاصل کرتے تھے، سارے عالم میں حضرت شیخ کی عظمت و کرامت کا ڈنکا بج رہا تھا، فقراء و مساکین، امراء و رؤساء، علماء و صوفیاء سب کے سب شیخ کے گرد جمع رہتے تھے، اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق مستفیض ہوتے تھے۔

آزمائشیں

☆ سلطان علاء الدین خلجی کے انتقال کے بعد سلطان قطب الدین یہاں کے شاہی تخت پر بیٹھا، تو ظفر خان کو قتل کر دیا، یہ وہی ظفر خان ہے جو محبوب الہی کا مرید اور معتقد تھا، مبارک شاہ کو حضرت شیخ سے عداوت ہو گئی تھی، اور وہ آپ کو ایذا پہنچانا چاہتا تھا، لیکن اس کے تمام اراکین سلطنت اور سرداران لشکر حضرت کے معتقد تھے، اس کو تکلیف پہنچانے کا موقع نہیں ملتا تھا، ایک دن سلطان نے قاضی محمد غزنوی سے جو اس کا محرم راز تھا دریافت کیا کہ اس قدر خرچہ جو خانقاہ میں ہوتا ہے کہاں سے آتا ہے، قاضی نے جواب دیا، اکثر امراء اور ملازمان سلطانی نذرانہ پیش کیا کرتے ہیں، اس زمانہ میں تقریباً تین ہزار (۳۰۰۰) روپیہ روزانہ مطبخ اور خیرات مساکین وغیرہ کے سلسلے میں صرف ہوتا تھا، بادشاہ نے ایک عام حکم جاری کیا، شہزادوں، ملازموں، سرداروں اور متعلقات سلطانی میں سے جو کوئی شیخ کے یہاں حاضری دے گا، اور نذرانہ پیش کرے گا اس کی جائیداد وغیرہ ضبط کر لی جائے گی، اس قسم کے تاکیدی احکامات ساری عملداری میں جاری کئے گئے، جب یہ حکم شیخ کے گوش مبارک تک پہنچا تو اپنے خادم خواجہ اقبال کو کہا کہ آج سے دوچند خرچ کیا کرو، اور جب حاجت ہو طاق میں بسم اللہ کہہ کر

ہاتھ ڈالا کرو، جس قدر ضرورت ہوگی ملا کرے گا، جب یہ خبر سلطان تک پہنچی متحیر ہوا اور نادم ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔

"ہنوز دلی دوراست"

☆ اسی طرح سلطان غیاث الدین تغلق کو بھی حضرت محبوب الہی سے خصومت ہو گئی تھی، جب وہ سفر بنگالہ سے واپس ہو رہا تھا تو اس نے ایک حکیم کو حضرت محبوب الہی کے پاس بھیجا کہ اس وقت تک کہ میں دہلی پہنچوں آپ غیاث پور سے چلے جائیے، شیخ کی طبیعت اس وقت علیل تھی، آپ نے پیغام سن کر فرمایا، "ہنوز دلی دوراست" سلطان دہلی کے قریب جب پہنچا تو حضرت کے مریدان و جاں نثاران سلطان کے قہر کے خیال سے بار بار عرض کرتے تھے کہ آپ چند روز کے لئے مصلحتاً کسی دوسرے مقام پر تشریف لے چلیں، مگر آپ یہی فرماتے کہ "ہنوز دلی دوراست"، یہاں تک کہ سلطان آپہنچا، اور دہلی سے چار پانچ میل کے فاصلے پر موضع افغان پور میں خیمہ زن ہوا، جب تغلق آباد کے قلعہ کے قریب پہنچا اور محل میں ٹھہرا جو اس کے بیٹے النغ خان نے بنوایا تھا، اور خوب آراستہ و پیراستہ کیا تھا، دفعتاً گر پڑا اور بادشاہ دب کر مر گیا، اب تک یہ مثل زبان زد خاص و عام ہے کہ "ہنوز دلی دوراست"

قال ابتر حال ابتر سب مرے ابتر ہیں کام

لطف سے اپنے مرے کر ملک دیں کا انتظام

شہ نظام الدین بلخیؒ مقتدا کے واسطے⁴²

⁴² - حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے تا عمر شادی نہیں کی، اور مجرد رہے، اکانوے (۹۱) سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی، موت سے چالیس (۴۰) دن قبل آپ نے کھانا ترک کر دیا تھا، اور آخری ایام میں ہر نماز دو بار پڑھتے تھے، آٹھ (۸) روز تک آپ کا پیشاب بند رہا، آپ نے لنگر سمیت اپنی تمام ذاتی چیزیں لوگوں میں تقسیم کر دیں، بروز جمعرات ۱۸/ربیع الاول ۲۵۲ھ مطابق ۱۱/مارچ ۱۳۲۵ء کو وصال پر ملال ہوا، اخبار الاخبار میں تاریخ وفات بعد طلوع آفتاب بروز چہار شنبہ

(۲۰)

حضرت سیدنا مخدوم علاء الدین صابر عاشق الہیؒ

انوارالقدس میں اس طرح لکھا ہے کہ جب حضرت صابر شکم مادر میں تھے، تو عجیب حالات رونما ہوتے تھے، کبھی اس نور میں تجلیاں ظاہر ہوتی تھیں، والدہ صاحبہ جس حجرہ میں رہتی تھیں، وہاں نور کے بادل چھائے رہتے تھے، حجرہ اکثر خوشبوؤں سے معطر رہتا تھا۔

۱۷ / شعبان ۱۱۲ھ (مطابق ۹ / دسمبر ۱۱۸۱ء) کو عبد الوہاب پیدا ہوئے، گیارہ (۱۱)

سال کی عمر میں انہوں نے دین کے علوم و معارف کی تکمیل کی، ۲۲ / رجب ۱۱۳۱ھ (مطابق ۲۱ / اپریل ۱۱۳۷ء) کو بروز دو شنبہ ایک مجلس عام میں انہیں بیعت کیا اور کچھ عرصہ کے بعد انہیں خرقہ پہنایا، سیف الاسلام صاحبزادہ عبد الوہاب جیلانی اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ والد ماجد کی زبان فیض ترجمان سے یہ سن چکا تھا کہ میرے لڑکے عبد الرحیم عبد السلام کے گھر میں ایک آفتاب معرفت پیدا ہوگا، اس لئے ان کی تربیت میں خاص جدوجہد کی، عبد الرحیم میں کچھ آثار مجذوبیت پائے جاتے تھے، حضرت والد ماجد بھی ان کی طرف زیادہ توجہ فرماتے تھے، حضرت سیف الدین عبد الوہاب اپنے ایک ملفوظ میں لکھتے ہیں کہ جب عبد الرحیم عبد السلام کی عمر اٹھارہ

۱۷ / ربیع الاول ۱۲۵ھ درج ہے، ممکن ہے کہ ۱۷ کو وفات ہوئی ہو اور رات دیر گئے تدفین عمل میں آئی ہو، بعض لوگوں (مثلاً مخبر الواصلین) نے آپ کی عمر چورانوے (۹۴) سال لکھی ہے، تاریخ نظامی میں تاریخ وفات ۱۸ / ربیع الثانی ۱۲۵ھ مطابق ۱۰ / اپریل ۱۳۲۵ء تحریر کی گئی ہے، سلطان غیاث الدین تغلق آپ سے ایک ماہ اور اٹھارہ دن قبل فوت ہوا تھا) خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۱۷۵ تا ۱۹۳، مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری ☆ اخبار الاخبار ص ۱۲۹ تا ۱۴۱ مولفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ☆ نجات الانس للجامی ص ۷۵۱، ۷۵۲ ☆ تاریخ نظامی ص ۷ تا ۳ مولفہ پیر ضامن نظامی سید بخاری سابق سجادہ نشین درگاہ حضرت نظام اولیاء، ناشر: پیرزادہ خواجہ احمد نظامی، نیجت کتب خانہ نظامی دہلی)

(۱۸) سال کی ہو گئی تو ۱/ ذی الحجہ ۱۵۵۸ھ (مطابق ۲۲/ نومبر ۱۶۳۳ء) کو حضرت والد ماجد غوث الثقلین نے بعد نماز مغرب عبد الرحیم کو اپنے سامنے بیٹھایا، توجہ دی اور بیعت سے مشرف فرمایا، میں نے اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا، اسی وقت سے وہ کیفیت باطن کی طرف متوجہ ہو گئے، یکم محرم ۱۵۵۹ھ (مطابق ۶/ دسمبر ۱۶۳۳ء) کو مجھ سے کہا کہ میں سیر و سیاحت کے لئے ہرات کی طرف جانا چاہتا ہوں، میں نے اجازت دی، علیم اللہ ابدال کو ان کے ساتھ کر دیا ایک سال کے بعد علیم اللہ ابدال کے خط سے معلوم ہوا، عبد الرحیم ہرات میں خیریت سے ہیں، اور شیخ محمد بن اسحاق جو سلسلہ قادریہ کے داعی ہیں، ان کے مکان پر رہتے ہیں، اب طبیعت پر جذب کا غلبہ نہیں ہے، تحصیل علوم ظاہری میں جدوجہد کر رہے ہیں، اسی زمانہ میں حضرت شیخ الاسلام بابا فرید نے خواب میں حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت کی، حضور ﷺ نے فرمایا، عبد الرحیم جو مرد صالح پوتا ہے عبد القادر جیلانی کا شہر ہرات میں موجود ہے، اس کا نکاح اپنی بہن کے ساتھ کر دو، حضرت بابا صاحب نے ان سے ملاقات کی، اپنے ساتھ کو تو ال ضلع ملتان میں لے گئے، بتاریخ ۱/ جمادی الاولیٰ ۱۵۶۰ھ (مطابق ۹/ دسمبر ۱۶۴۵ء) بروز پنجشنبہ بعد نماز عشا اپنی بہن ہاجرہ جمیلہ خاتون کے ساتھ عبد الرحیم عبد السلام جیلانی کا نکاح کر دیا، حضرت عبد الرحیم جیلانی اٹھارہ (۱۸) ماہ تک بابا صاحب کے پاس رہے، پھر ہرات آ گئے، اور خدمت دین میں مشغول ہو گئے، حضرت عبد الرحیم عبد السلام جیلانی اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں، کہ بتاریخ ۱۱/ ربیع الآخر ۱۵۹۱ھ (مطابق ۳۱/ مارچ ۱۶۷۵ء) صابر بطن مادر میں جلوہ افروز ہوئے، بعد نماز تہجد رجال الغیب میرے پاس آئے، اور مبارکباد دی، وقت مقررہ کے بعد علی احمد صابر عالم ظہور میں آئے، ۱۹/ ربیع الاول ۱۵۹۲ھ (۲۷/ فروری ۱۶۷۶ء) کو پیدا ہوئے، مسماة بصری بنت ہاشم دایہ نے بغیر وضو کے غسل دینا چاہا، اس کے جسم سے آگ سی لگ اٹھی، اس نے مادر مخدوم سے کہا، محترمہ نے فرمایا، تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ یہ بچہ حضرت غوث پاکؒ کی اولاد میں سے

ہے، جلد وضو کر اس کے بعد غسل کا انتظام کر، دایہ نے حکم کی تعمیل کی، اور اس کی حالت بہتر ہو گئی، غسل کے بعد حضرت صابرؓ کو سرکارِ غوث الثقلین کا کرتہ پہنایا گیا، حضرت مخدوم کا چہرہ مثل یاقوت کے تھا، ایک عجیب خوشبو سارے مکان میں محیط ہو گئی، رفتہ رفتہ خوشبو سارے شہر میں پھیل گئی، اور لوگوں کے دماغ معطر ہو گئے، نماز ظہر کے بعد رجالِ غیب اور اغواٹ و اقطاب کی پاک ارواح جلوہ افروز ہوئیں اور حضرت صابرؓ کی مبارک پیشانی کو بوسہ دیا، جب حضرت مخدوم صابرؓ کی عمر پانچ سال کی تھی، کہ بتاریخ ۱/ ربيع الاول ۵۹ھ (مطابق یکم جنوری ۲۰۱۱ء) بروز دوشنبہ بعد نماز ظہر حضرت کے والد ماجد عبدالرحیم جیلانیؒ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

حضرت مخدومؒ، بابا صاحبؒ کی خدمت میں

حضرت والد صاحب کے وصال کے بعد حضرت مخدوم صابرؓ زیادہ تر خاموش رہتے تھے، اگر کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو والدہ سے طلب کر لیتے تھے، جب عمر شریف حضرت صابرؓ کی سات (۷) سال کی ہو گئی، تو والدہ صاحبہ آپ کو بابا فریدؓ کی خدمت میں پاک پٹن لے گئیں، اور بابا صاحب سے کہا، میں اس لڑکے کو آپ کی غلامی کے واسطے لائی ہوں، اسے قبول کیجئے، حضرت بابا صاحب نے حضرت صابر صاحبؓ کو اپنے سینے سے لگایا، اور بہن سے کہا، میں تمہارا احسان مند ہوں کہ تم نے ایک جوہر کامل اور ایک بدر منیر مجھے دیا ہے۔

حضرت بابا صاحبؒ ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں: کہ صابر اکثر روزے سے رہتے، چوتھے پانچویں روز روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے، اکثر حالت وجد طاری رہتی، میں نے علوم دین کی تکمیل کرائی، تین (۳) سال میں انہوں نے اتنا کچھ حاصل کیا، جو دوسرا آدمی دس سال میں بھی حاصل نہیں کر سکتا تھا، بتاریخ ۵/ شوال ۶۰۱ھ (مطابق ۲۹/ مئی ۲۰۵۱ء) میں نے مخدوم صابر کو اپنے ہاتھ پر بیعت کیا، اور حکم دیا کہ تم مساکین اور فقراء کو لنگر تقسیم کیا کرو، اس کے بعد میری بہن ہرات چلی گئیں، علی احمد صابر بعد نماز اشراق کے لنگر تقسیم کرتے، حجرے سے

باہر آتے اور اس کام سے فارغ ہو کر پھر حجرے میں چلے جاتے، میں نے ان کو شغل نوری تعلیم کیا تھا، جو یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِي نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَنُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ

وَنُوْرًا فِیْ بَصْرِیْ "

حضرت صابر نے جب سے لنگر تقسیم کرنا شروع کیا کسی نے ان کو کوئی چیز کھاتے اور پیتے نہیں دیکھا، حضرت بابا صاحب ایک مکتوب میں لکھتے ہیں، کہ میں حکم الہام باطن کے مطابق تبلیغ احکام طریقت کے لئے سفر میں جایا کرتا تھا، ایک مرتبہ سفر سے واپس آیا، تو معلوم ہوا کہ ۲۷ / محرم ۱۰۶۱ھ (مطابق ۲۴ / جون ۱۲۱۳ء) کو میرا لڑکا نعیم الدین مخدوم صابر کے حجرہ میں کوڑوں کے روزن سے جھانک رہا تھا، اسی وقت اسے خون کی قے ہوئی، اور فوت ہو گیا، یکم صفر ۱۰۶۱ھ (مطابق ۲۸ / جون ۱۲۱۳ء) کو میرے چھوٹے لڑکے فرید بخش نے مخدوم صابر کے حجرہ کے قریب پیشاب کر دیا، وہ اسی وقت فوت ہو گیا، ان واقعات کو سن کر میں نے لوگوں سے کہا، علی احمد شمشیر برہنہ ہے جو بے ادبی کرے گا ہلاک ہو گا۔

دربار رسالت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْانْعَامِ

ایک دوسرے مکتوب میں بابا صاحب فرماتے ہیں، کہ ۲ / محرم ۱۱۴۲ھ (مطابق ۱۷ / اپریل ۱۲۱۷ء) کو میری بہن والدہ مخدوم کا انتقال ہو گیا، اس واقعہ کے نو (۹) سال تک صابر حجرے سے باہر نہیں آئے، ۱۱ / محرم ۱۲۲۳ھ (مطابق ۱۸ / جنوری ۱۲۲۶ء) کو میں حسب الحکم الہام باطن مخدوم کے حجرے میں گیا، دیکھا کہ استغراق محویت تامہ کے ساتھ حاصل ہے، میں نے اس کے کان میں سات مرتبہ کلمہ شہادت پڑھا، مخدوم کی طبیعت مرتبہ فنا سے مرتبہ بقا کی طرف متوجہ ہوئی، آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا، آداب بجالائے، میں ان کو اپنے ساتھ حجرے سے باہر لایا، اور محفل میں بیٹھنے کا حکم دیا، میں نے ان کو اپنے سینے سے لگایا، اپنی کلاہ

پہنادی، اور چادر اڑھادی، اسی روز سے دن کے وقت میرے پاس رہتے اور رات کو ان پر محویت طاری ہو جاتی تھی۔

۲۴ / رمضان ۱۵۰ھ (مطابق ۴ / دسمبر ۱۲۵۲ء) کو بعد نماز تہجد میرے سرکار مرشد محترم حضرت قطب الاقطاب عالم مثال میں تشریف لائے، اور مجھ سے فرمایا، علی احمد! صابر کو جلد سے جلد لے چلو، میں نے عالم مثال ہی میں مخدوم صابر کو حجرے میں سے اپنے ساتھ لیا اور حضور مرشد کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا، چند لمحوں میں عالم ملکوت سے عالم جبروت کی طرف پہنچ گئے، تاحد نگاہ ایک پر کیف روشنی تھی، ایک مبارک دربار میں پہنچے، ارباب معرفت کا ہجوم تھا، سرکار دو عالم ﷺ ایک تخت پر جلوہ افروز تھے، مرشد محترم نے مجھے اور مخدوم علی احمد صابرؒ کو ایک مقام پر کھڑا کر دیا، میں حسب ارشاد صابر کو تخت مبارک کے قریب لے گیا، سرکار دو عالم ﷺ نے مخدوم صابر کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا، ہذا ولی اللہ، اس کے بعد ہم اپنی خانقاہ میں موجود تھے، دوسرے دن میں نے عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے مخدوم صابر کے سر پر باندھا، اور خدمت کلیر کی سندان کو دی، شہد خالص پر فاتحہ دی گئی، اور یہ شہد حاضرین کو تقسیم کیا گیا، قوالوں نے نعتیہ کلام پڑھا، مخدوم پر غلبہ کیفیت حال کا ہونے لگا، مصلحتاً قوالی بند کر دی گئی۔

۱۵ / ذی الحجہ ۱۵۰ھ (مطابق ۲۲ / فروری ۱۲۵۳ء) کو مخدوم کلیر کی طرف روانہ ہوئے، علیم اللہ ابدال کو ان کے ساتھ بھیجا گیا، سولہ (۱۶) روز کے بعد کلیر میں داخل ہوئے، کلیر اس زمانے میں گناہوں کا عظیم تر مرکز تھا، رئیس شہر اور قاضی دونوں اول درجے کے فاسق و فاجر و بدکار تھے، جس دن حضور صابرؒ کلیر میں داخل ہوئے، اسی دن آپ عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد تشریف لائے، حضرت مدوح نے باواز بلند لوگوں سے کہا، اللہ تبارک تعالیٰ سے لوگو! وفاداری کا اقرار کرو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو، اس وقت مسجد میں تقریباً دو ہزار

(۲۰۰۰) آدمی موجود تھے، شیخ بہاء الدین اور جمال محمد حضرت کو دیکھتے ہی بہ دل و جان معتقد ہو گئے، شیخ بہاء الدین نے اعلان کیا، کہ یہ کلیر کی خوش قسمتی ہے کہ حضرت مخدوم یہاں تشریف لائے، یہ اللہ کے ولی ہیں، آفتاب ہدایت ہیں، آپ پر فرض ہے کہ ان کے مبارک ہاتھ پر بیعت توبہ کریں، حاضرین میں سے کسی نے بیعت قبول نہیں کی، اور قاضی شہر اور رئیس کی شان میں قصیدہ خوانی کرنے لگے، حضرت بابا صاحب نے ایک خط قیام الدین رئیس کلیر کو اور قاضی شہر کے نام لکھا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور سرکشی و گناہ سے توبہ کرو، اگر تم ان حرکات شنیعہ سے باز نہ آؤ گے تو قہر الہی نازل ہو گا، رئیس شہر اور قاضی نے اس خط کو چاک کر دیا، حضرت مخدوم گویہ بات سن کر ناگوار گزری۔

شان جلال و جبروت

۱۰ / محرم ۱۰۵۱ھ (مطابق ۱۸ / مارچ ۱۲۵۳ء) بروز جمعہ حضرت مخدوم جامع مسجد تشریف لے گئے اور صف اول میں جلوہ افروز ہوئے کچھ دیر بعد رئیس اور قاضی شہر جامع مسجد میں آئے اور حضرت مخدوم کو اور آپ کے خادموں کو نازیبا الفاظ میں حکم دیا، کہ صف اول سے ہٹ جاؤ، حضرت مخدوم مع اپنے ساتھیوں کے مسجد سے باہر آ گئے، جب سب لوگ رکوع میں گئے، تو حضرت مخدوم نے زمین مسجد سے ارشاد فرمایا تو بھی رکوع کر، حضرت کے ارشاد فرماتے ہی مسجد نے رکوع کیا، رئیس اور قاضی اور ان کے کل ساتھی ہلاک ہو گئے، زمین نے جنبش کی تمام شہر میں تہلکہ برپا ہو گیا، بعد ازاں آگ کا طوفان برپا ہوا، اور سرکشوں کو جلا دیا، حضرت علیم اللہ ابدال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں، کہ جب آگ کا طوفان پیدا ہوا تو حضرت مخدوم گولر کے درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے، اور بائیں ہاتھ سے گولر کی ایک ڈالی پکڑی اور سیدھے ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کیا، استغراق بدرجہ کمال پیدا ہو گیا، کچھ دیر کے بعد دونوں ہاتھ یکایک

بے اختیار نیچے آگئے، حضرت نے آنکھیں کھولیں، آگ بارہ کوس تک پھیل گئی، اور شعلے آسمان کی طرف جانے لگے۔

۹ / محرم ۶۵۹ھ (مطابق ۱۷ / دسمبر ۱۲۶۰ء) کو حسب ارشاد بابا صاحب خواجہ شمس الدین سرکار مخدوم کی خدمت میں حاضر ہوئے، دلکش انداز میں قرآن شریف کی تلاوت کی، حضرت مخدوم نے آنکھیں کھول دیں، استغراق کم ہو گیا، اور ارشاد فرمایا: اللہ کا شمس آسمان پر ہے، فقیر کا شمس زمین پر ہے۔

۲ / محرم ۶۶۴ھ (مطابق ۲۰ / اکتوبر ۱۲۶۵ء) کو حضرت خواجہ شمس الدین پاک پٹن شریف پہنچے، حضرت بابا صاحب نے تبرکات عنایت فرمائے، ۵ / محرم ۶۶۴ھ (مطابق ۲۳ / اکتوبر ۱۲۶۵ء) کو بابا صاحب کا وصال ہو گیا، چند روز کے بعد خواجہ شمس الدین پھر دربار صابری میں حاضر ہوئے، سرکار مخدوم کبھی کبھی ان کو معرفت کی تعلیم دیتے، ایک روز سرکار نے فرمایا، شمس بابا، تم شہر امیر کو جاؤ وہاں علاء الدین پریشان ہے، اس سے قلعہ فتح نہیں ہو سکتا، تمہاری دعا سے قلعہ فتح ہو جائے گا، لیکن یاد رکھو، وہی دن ہماری رحلت کا ہو گا، خواجہ شمس نے عرض کیا، غلام کو کیوں کر علم ہو گا، فرمایا باد تند چلے گی، روشنی تمام لشکر کی بجھ جائے گی، اس وقت باد شاہ تیرے پاس آئے گا، تیرا چراغ روشن رہے گا، تیری دعا سے قلعہ فتح ہو گا، خواجہ شمس الدین نے عرض کیا، جب یہ واقع ہو گا، تو حضور کو غسل کون دے گا؟ فرمایا، غسل تم دو گے، پھر فرمایا، غم تم مت کرو، سب انتظام ہو جائے گا، یہ الفاظ سن کر خواجہ شمس کی آنکھیں آنسوؤں کے بوجھ سے جھک گئیں۔

چنانچہ ۱۳ / ربیع الاول ۶۹۰ھ (مطابق ۲۱ / مارچ ۱۲۹۱ء) کو بروز چہار شنبہ بعد نماز ظہر آپ کا سانحہ ارتحال پیش آیا۔

ڈھائی سو سال کے بعد برق جلال کی مستوری

ڈھائی سو (۲۵۰) سال تک متواتر یہی صورت حال رہی، کہ کلیئر کے قرب و جوار میں کوئی تنفس بھی نہ پھٹک سکا، آخر دسویں صدی ہجری میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کو اشتیاق پیدا ہوا، اور عازم کلیئر ہوئے، مزار مقدس کا فاصلہ ایک میل باقی رہ گیا تھا، تو برق جلال نظر آئی، مگر آپ آگے بڑھتے ہی چلے گئے، نصف فاصلہ طے کیا تھا، کہ برق جلال نہایت شدت سے چمکی، آپ کا شوق اور بڑھا، تیسری دفعہ تو کڑک چمک نے دل ہلا دیا، آنکھیں خیرہ ہو گئیں، آپ ہر بار منت سے عرض کرتے کہ خادم بڑی تمنا سے حاضر ہو رہا ہے، آخر بجلی غائب ہوئی، ایسی کہ پھر نہ چمکی، آپ نشان مزار پر پہنچ گئے، فاتحہ پڑھی اور سر جھکا کر بیٹھ گئے، یکا یک آپ پر استغراق کی کیفیت طاری ہوئی، حجابات اٹھ گئے، دیکھا، مخدوم صاحب سامنے تشریف فرما ہیں، اور فرما رہے ہیں کہ عبدالقدوس! چونکہ تم میرے طریق پر تھے، اس لئے تمہیں یہاں تک پہنچنے کی اجازت دے دی گئی، شیخ نے عرض کیا کہ تمام مخلوق حضور کی زیارت کی آرزو مند ہے، اگر آپ برق جلال کو نور جمال سے تبدیل کر دیں، تو مخلوق عالم زیارت مزار کی سعادت حاصل کرے، حکم ہوا، بہتر ہے ہم اپنے جلال کو چھپائے لیتے ہیں، آئندہ نشان جمال ہی کا ظہور ہوگا، اب سب کو آنے کی اجازت ہے، اسی اثنا میں شیخ کی وہ حالت استغراق جاتی رہی، اور منظر نگاہوں کے سامنے سے ہٹ گیا، اس کے بعد شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ نے مزار پختہ بنوایا اور مجاور وہاں رہنا شروع ہوئے⁴³۔

⁴³ - خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۱۵۳ تا ۱۵۹ مولفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ ☆ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۸۰ تا ۱۸۲ شیخ زکریا کاندھلویؒ۔ حضرت منورویؒ کی ذکر کردہ بہت سی تفصیلات میرے پاس موجود کتابوں میں نہیں ہیں، حضرت کے پیش نظر جو آخذ تھے ان تک میری رسائی نہیں ہو سکی۔

(۲۱)

تاج العارفین خواجہ شمس الدین ترک پانی پتیؒ

آپ خلیفہ وجانشین حضرت مخدوم علاء الدین صابرؒ کے تھے، پانی پت کے صاحب ولایت تھے، اور علم ظاہری و باطنی میں بے مثل تھے، آپ کے فیوض و برکات بہت زیادہ ہیں، پانی پت میں مزار اقدس ہے، ۱۹ / شعبان کو ۱۶ بیچ (مطابق ۱۳ / نومبر ۱۳۱۶ء) کو وصال ہوا⁴⁴

(۲۲)

شیخ العارفین حضرت خواجہ جلال الدین پانی پتیؒ

آپ کانسب حضرت عثمان غنیؓ تک منتهی ہوتا ہے، آپ بے انتہا کشف و کرامت رکھتے تھے، آپ نے چالیس (۴۰) سال سفر میں گزارے، اور مکررج کئے، بیسیوں مشائخ عہد سے نعمت حاصل کی، آپ صاحب ثروت تھے، صد ہالوگ آپ کے یہاں کھاتے تھے، مگر خود آپ فقر و فاقہ میں بسر کرتے تھے، ۱۳ / ربیع الاول ۶۵ بیچ (مطابق ۲۷ / دسمبر ۱۳۶۳ء) کو وفات پائی، مزار مبارک پانی پت میں ہے⁴⁵۔

⁴⁴ - آپ کا وصال جمہور کے قول کے مطابق ۱۵ بیچ / ۱۳۱۵ء میں ہوا، بعض نے ۱۶ بیچ / مطابق ۱۶ / ۱۳۱۶ء یا ۱۸ بیچ / مطابق ۱۸ / ۱۳۱۸ء اور ۱۹ بیچ / مطابق ۱۹ / ۱۳۱۹ء بھی نقل کیا ہے، مہینہ کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے، ۱۹ / شعبان المعظم، یا ۱۰ جمادی الاولیٰ یا جمادی الثانیہ، (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۱۶۳ تا ۱۶۹ مولفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ) تاریخ مشائخ چشت ص ۱۸۲ تا ۱۸۳ شیخ زکریا کاندھلویؒ)

⁴⁵ - بعض لوگوں نے تاریخ وفات ۱۳ / ذی قعدہ ۶۵ بیچ / مطابق ۱۹ / اگست ۱۳۶۳ء درج کی ہے (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۲۳۷ تا ۲۳۹ مولفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ) تاریخ مشائخ چشت ص ۱۸۲ تا ۱۸۶ شیخ زکریا کاندھلویؒ)

(۲۳)

حضرت خواجہ عبدالحق رودولویؒ

آپ پیشوائے مشائخ عصر تھے، آپ کی کرامات بہت مشہور ہیں، ۱۵/ جمادی الثانیہ ۱۲۳۷ھ (مطابق ۱۲/ فروری ۱۸۲۲ء) کو وصال فرمایا۔ شیخ احمد عارف قدس سرہ آپ کے خلیفہ تھے، حضرت خواجہ محمد عارف خلیفہ حضرت شیخ عبدالحق رودولویؒ آپ کے سجادہ تھے، ۱۸۸۵ھ جمادی الثانیہ (مطابق اگست ۱۸۸۰ء) میں وصال فرمایا، مزار شریف رودولی شریف میں ہے⁴⁶

(۲۴)

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ مشائخ ہند میں صاحب مراتب تھے، آپ مادر زاد ولی تھے، جو منہ سے نکلتا وہ خدا قبول فرماتا، قوت لایموت کے لئے مشغلہ زراعت اختیار کر رکھا تھا، آپ کے مرید و خلیفہ کثرت سے تھے، (۲۰/ جمادی الثانیہ) ۱۲۴۵ھ (مطابق ۲۲/ نومبر ۱۵۳۸ء) میں وفات پائی، گنگوہ میں مزار شریف ہے⁴⁷۔

⁴⁶ - اخبار الاخیار ص ۳۹۴ تا ۳۹۸ مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ خزینۃ الاصفیاء ص ۲۷۳ تا ۲۷۸ مفتی غلام سرور

لاہوریؒ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۸۶ تا ۱۹۰ مؤلفہ حضرت شیخ محمد زکریا کاندھلویؒ

⁴⁷ - آپ کا وصال چوراسی (۸۴) سال کی عمر میں بحالت نماز ۲۰/ جمادی الثانیہ ۱۲۴۵ھ مطابق ۳/ دسمبر ۱۵۳۸ء کو ہوا) یہ آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ رکن الدینؒ کی کتاب "لطائف قدوسی" کے مطابق ہے (بعض لوگوں نے ۱۲۴۵ھ / ۱۵۳۸ء لکھا ہے) حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۵۸ حاشیہ مؤلفہ مولانا شاہ زوار حسینؒ، بعض نے ۲۳/ جمادی الثانیہ ۱۲۴۲ھ مطابق ۶/ دسمبر ۱۵۳۷ء اور بعض نے ۱۲۴۰ھ / ۱۵۳۳ء لکھا ہے، ایک قول ۱۲۴۵ھ / ۱۵۱۹ء کا بھی ہے، مگر شیخ زکریا

(۲۵)

حضرت خواجہ رکن الدینؒ

مرید و خلیفہ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے تھے، اپنے زمانہ کے مشہور مشائخ میں تھے، عالم باعمل اور شیخ کامل تھے، تمام عمر طاعت و عبادت، درس و تدریس اور ذکر و سماع میں گذری، ۱۵/ ذی الحجہ ۱۰۷۵ھ (مطابق ۲۰/ جون ۱۵۶۸ء) کو وفات پائی، مزار اقدس گنگوہ ضلع مظفر نگر میں ہے⁴⁸۔

(۲۶)

حضرت شیخ عبدالاحدؒ

آپ صاحب کشف و کرامت تھے، شغل درس و تدریس تھا، تمام رات مراقب رہتے، بیس (۲۰) سال گوشہ عزلت میں عبادت کی، ۲۴/ رجب ۱۰۲۱ھ (مطابق ۱۹/ ستمبر

صاحب نے اول الذکر ۱۰۲۲ھ / ۱۵۳۷ء کے قول کو ترجیح دی ہے (اخبار الاخبار ص ۳۵۰ تا ۳۵۴ مؤلفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۹۳ تا ۲۰۹ مؤلفہ حضرت شیخ محمد زکریاؒ، بحوالہ خزینۃ الاولیاء، انوار العاشقین، تعلیم الدین، افاضات یومیہ، السنۃ الجلیۃ، حق السماع)

⁴⁸۔ آپ کی تاریخ وصال میں ۱۰۷۲ھ مطابق ۱۵۶۳ء نیز ۱۰۷۳ھ مطابق ۱۵۷۵ء کے اقوال بھی منقول ہیں (نزہۃ الخواطر ج ۴ ص ۴۱۱ مؤلفہ حضرت مولانا عبدالحمید لکھنویؒ حضرت مجدد الف ثانی ص ۵۸ مؤلفہ شاہ زوار حسین، بحوالہ زبدۃ المقامات ص ۱۰۱، ۱۰۲) تذکرہ اکابر گنگوہ ج ۱ ص ۱۸۲ تا ۱۸۴ مرتبہ مفتی خالد سیف اللہ گنگوہی، ناشر: مکتبہ شریفیہ گنگوہ، ۱۳۳۵ھ

۱۱۲ھ) میں وفات پائی⁴⁹، مزار مبارک سرہند شریف میں ہے، آپ حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندیؒ کے والد بزرگوار ہیں۔

ان سے آگے باقی بزرگوں کے حالات کتاب "مختصر حالات نقشبندیہ مجددیہ" میں چھپ چکے ہیں۔

⁴⁹ - دیگر کتابوں کے مطابق آپ نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں ۱۷ / رجب المرجب ۱۰۰۷ھ مطابق ۱۳ / فروری ۱۵۹۹ء کو وصال فرمایا، بعض مؤرخین نے آپ کی تاریخ وصال ۲۷ / جمادی الاولیٰ ۱۰۰۷ھ مطابق ۲۶ / دسمبر ۱۵۹۸ء بھی لکھی ہے، اولاد اور مریدین کے علاوہ کئی اہم تصنیفات (مثلاً کنوز الحقائق، اسرار المشہد) یادگار چھوڑیں (تاریخ و تذکرہ خانقاہ سرہند شریف ص ۲۰۹ تا ۲۱۵ مؤلفہ محمد نذیر رانجھا)

اذکار و اشغال کا بیان

جو بزرگانِ چشتیہ نے تصفیہ قلب اور تجلیاتِ روح کے واسطے تجویز کئے ہیں، طریق

آپ کا یہ ہے کہ بعد نماز تہجد کے توبہ اور استغفار، عجز و انکسار سے کر کے اور ہاتھ اٹھا کے یہ دعا:
 اللهم طهر قلبي عن غيرك ونور قلبي بنور معرفتك ابدًا يا الله
 يا الله يا الله

بجسور قلب تین بار تکرار کرے، اور گیارہ بار استغفار اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر چار زانو بیٹھے اور کمر سیدھی رکھے اور نہایت حرمت و تعظیم کے ساتھ بہ خوش الحانی ذکر شروع کرے، سر کو قلب کی زیر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت کے واقع ہے، جھکا کے کلمہ لا کو قوت اور سختی سے دل کے اندر سے کھینچ کر اور الہ کو داہنے مونڈھے پر لے جا کر سر کو پشت کی طرف مائل کر کے تصور کرے کہ غیر اللہ کو دل میں سے نکال کر پس پشت ڈال دیا، اور دم کو چھوڑ کر لفظ الا اللہ کی ضرب زور اور سختی کے ساتھ دل پر مارے، اسی طرح نفی اثبات کو دو سو (۲۰۰) بار کہے اور اس ذکر میں نو (۹) بار لا الہ الا اللہ اور دسویں بار محمد رسول اللہ ﷺ کہے، اس کے بعد لمحہ دو لمحہ مراقب ہو کر تصور کرے کہ فیضانِ الہی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے، پھر ذکر اسم ذات اللہ اللہ کا کرے، اس طرح سے آنکھیں بند کر کے سر کو داہنے مونڈھے پر لا کر لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر اور قوت سے دل پر دو سو (۲۰۰) بار مارے، اس کے بعد تین بار کلمہ طیبہ اور ایک بار کلمہ شہادت کہہ کے درود شریف اور استغفار گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے، اور دعا مانگے کہ الہی! تو ہی میرا مقصود ہے، اور تیری رضا مطلوب ہے، ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو تیرے لئے، اپنی نعمتیں عطا کر بحق شجرہ پیرانِ چشت۔

شجرۂ عالیہ چشتیہ

یا خدا اپنے جمال کبریا کے واسطے سرور عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے

اپنی الفت کر عطا کل اولیا کے واسطے

کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے کر مشرف مجھ کو تو دیدار پر انوار سے

مصطفیٰ کے واسطے خیر الوریٰ کے واسطے

دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے سب کھول دے دل پر در علم حقیقت میرے سب

ہادی عالم علیؑ مشکل کشا کے واسطے

کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذوالمنن تاکہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن

شیخ حسن بصریؒ امام الاولیاء کے واسطے

کر میرے دل سے تو واحد اب دوئی کا حرف دور دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سر بسر وحدت کا نور

خواجہ عبدالواحدؒ زید شہا کے واسطے

راہ زن میرے ہیں دو قزاق باگرز گراں تو پہونچ فریاد کو میری کہیں اے مستعال

شہ فضیل ابن عیاضؒ اہل دعا کے واسطے

نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے بخش اپنے در تک طاقت رسائی کی مجھے

شیخ ابراہیم ادہمؒ بادشاہ کے واسطے

عیش و عشرت سے دو عالم کی نہیں مطلب مجھے چشم گریاں سینہ بریاں کر عطا یارب مجھے

شیخ حدیفہ مرعشیؒ صاحب صفا کے واسطے

ہے مرے تو پاس ہر دم لیک میں ہوں بے خبر بخش وہ نور بصیرت جس سے تو آوے نظر

بوہیرہؒ شاہ بصریؒ پیشوا کے واسطے

شادی و غم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر اپنے درد و غم سے یارب دل کو میرے شاد کر

خواجہ مشاد علویؒ بوالعلا کے واسطے

حد سے گزر اورد فرقت اب تو اے پروردگار کرمی شام خزاں کو وصل سے روز بہار

شیخ ابواسحاق شامیؒ حوش ادا کے واسطے

صدقہ احمد کے یہ ہے امید تیری ذات سے تو بدل کر دے مرے عصیاں کو اب حسنات سے

احمد ابدال چشتیؒ باسحاق کے واسطے

مست اور بے خود بنا بوائے محمدؐ سے مجھے محترم کر خواری کوئے محمدؐ سے مجھے

بو محمدؐ محترم شاہ دلا کے واسطے

رحم کر مجھ پر تو اب چاہ ضلالت سے نکال بخش عشق و معرفت کا مجھ کو یارب ملک و مال

شاہ بو یوسفؒ شہ شاہ و گدا کے واسطے

آتش شوق اس قدر دل میں مرے بھراے و دود ہر بن موسے مرے نکلے تری الفت کا دود

خواجہ مودود چشتیؒ پارسا کے واسطے

دور کر مجھ سے غم موت و حیات مستعار زندہ کر ذکر شریف حق سے اے پروردگار

شہ شریف زندنیؒ با اتقا کے واسطے

یا الہی بخش ایسا بے خودی کا مجھ کو جام جس سے جز عشق نبیؐ مجھ کو نہ ہووے اور کام

خواجہ عثمانؒ با شرم و حیا کے واسطے

بے طرح ہے نفس و شیطان در پئے ایمان و دین جلد ہو یارب میرا آکر مددگار و معین

شہ معین الدینؒ حبیب کبریا کے واسطے

عشق کی رہ میں ہوئے جو اولیاء اکثر شہید خنجر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید

خواجہ قطب الدینؒ مقتول و لا کے واسطے

دے ملاحت مجھ کو حق تمکینی ایمان سے اور حلاوت بخش تو گنج شکر عرفان سے

شہ فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے

اے میرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بے تاب و قرار

شیخ علاء الدین صابر بارضا کے واسطے

ہے مگر ظلمت عصیاں سے میرا شمس دیں کر منور نور سے عرفان کے میرا شمس دیں

شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے

دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال ایک ذرہ درد کا یا حق مرے دل میں تو ڈال

شہ جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے

کھول دے راہ طریقت قلب پر یارب میرے کر تجلی حقیقت قلب پر یارب میرے

احمد عبدالحق شہ ملک بقا کے واسطے

کر عطاراہ شریعت روئے احمد سے مجھے اور دکھانور حقیقت خوئے احمد سے مجھے

شیخ احمد عارف صاحب عطا کے واسطے

کر معطر روح کو بوئے محمد سے مری اور منور چشم کو روئے محمد سے مری

اے خدا شیخ محمد ہنما کے واسطے

حب دنیاوی سے کر کے پاک مجھ کو اے حبیب اپنے باغ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب

عبد قدوس شہ قدس و صفا کے واسطے

ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک و مال یعنی اپنے عشق میں کر مجھ کو باجاہ و جلال

شاہ رکن الدین جلیل اصفیا کے واسطے

شرک و عصیان و ضلالت سے بچا کر اے کریم کر ہدایت مجھ کو اب راہ صراط المستقیم

شیخ عبد الاحد باصدق و صفا کے واسطے

حب حق حب الہی حب مولا حب رب الغرض کر دے مجھے محو محبت سب کا سب

شہ مجد الف ثانیؒ با خدا کے واسطے

داغ عصیان و جرائم سے نہ ہو نخلت مجھے اتقا و عفت و عصمت کا دے خلعت مجھے

خواجہ معصومؒ میر اصفیا کے واسطے

میں بنوں مرد مجاہد حق کی منزل کے لئے سیف ہو میری زباں تردید باطل کے لئے

شاہ سیف الدینؒ تاج الاولیا کے واسطے

معصیت عصیاں نہ آئے بھول کر میرے قریب روز و شب مجھ کو تراذوق عبادت ہو نصیب

حضرت نور محمدؒ پر ضیاء کے واسطے

مجھ کو از سر تا بہ پا کر مظہر صدق و صفا ہو میری اولاد بھی ہو متقی و پارسا

جان جاناں شاہ مظہر میرزا کے واسطے

ہو خیال ماسوا سے اے خدا ہر گز نہ کام روز و شب ہر وقت ہر ساعت رہوں تیرا غلام

شہ غلام باعلیؒ مرد رضا کے واسطے

کامل انسانیت کے حسن سے ہوں ارجمند چرخ رفعت پر میرا نجم سعادت ہو بلند

بو سعیدؒ پاک نجم اہتدا کے واسطے

جلوہ حسن مجازی میں حقیقت ہو عیاں بن کے میں تیرا محب ہو جاؤں محبوب جہاں

حضرت احمد سعیدؒ مقتدا کے واسطے

بادہ حسن تجلی سے مجھے مخمور کر میرے دل کو معرفت کے نور سے معمور کر

مولوی شاہ عمرؒ صدق و صفا کے واسطے

اس طریقہ پر چلوں مطلق نہ ہو جس میں غلو دے مجھے دنیا و عقبی میں شرافت اور علو

حضرت بو الخیرؒ شاہ پر صفا کے واسطے

بندگی میں تیری استغراق ہو لیل و نہار تیرے نیک و پاک بندوں میں ہو میرا بھی شمار
 مرشد زید حسنؒ صاحبِ ولا کے واسطے
 مبتدی ہوں کر میری تکمیل اے رب غفور اور بشارت دے مجھے اپنے کرم کی اے غفور
 عاجز و مسکین احمدؒ بے نوا کے واسطے
 ان بزرگوں کے تئیں یارب غرض ہر کار میں کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں
 مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے
 آپڑا درپہ ترے میں ہر طرف سے ہوں ملول کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول
 یا الہی اپنی ذات کبریا کے واسطے
 ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ
 محمد وآلہ واصحابہ اجمعین⁵⁰

50- اس شجرہ کے بعض اشعار "روح الارواح" (مؤلفہ خواجہ شاہ فیضان احمد، رام پور سہارن پور) کے شجرہ چشتیہ ناصر یہ سے کچھ ترمیم کے ساتھ لئے گئے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ کئی شجرات کو سامنے رکھ کر حضرت منورویؒ نے یہ شجرہ منظومہ چشتیہ مرتب کیا ہے واللہ اعلم بالصواب

مآخذ و مراجع

- 1- القرآن الکریم
- 2- دیوان نیاز بے نیاز ناشر: شاہ محمد حیدر اطہر میاں نیازی، جولائی ۲۰۰۲ء
- 3- خزینۃ الاصفیاء مؤلفہ مفتی غلام سرور
- 4- تاریخ مشائخ چشت مؤلفہ حضرت مولانا شیخ محمد زکریا صاحب، ناشر: کتب خانہ اشاعت العلوم سہارن پور، ۱۳۹۳ھ
- 5- تذکرہ حضرت سید صاحب بانسوی مؤلفہ جناب محمد رضا انصاری
- 6- اردو ترجمہ "تذکرہ خواجگان چشت" (فارسی) مصنف: الہدیہ ابن شیخ عبدالرحیم، مترجم: محمد معین الدین دردانی
- 7- مکمل سوانح عمری غریب نواز یعنی نائب رسول اللہ فی الہند مؤلفہ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، ناشر: ظفر الدین خان بک سیلر ڈیوڑھی بیگم آگرہ، پانچواں ایڈیشن ۱۹۷۸ء
- 8- ماہنامہ المنعم پٹنہ خواجہ غریب نواز نمبر جلد ۳ شماره ۳، مارچ اپریل ۱۹۸۱ء
- 9- نفحات الانس مؤلفہ حضرت عبدالرحمن جامی
- 10- کشف المحجوب (مترجم از ابوالحسنات سید محمد احمد قادری) مؤلفہ حضرت داتا گنج بخش لاہوری، دیباچہ از حکیم محمد موسی امرتسری، تحقیق و تخریج و تدوین: ڈاکٹر خالق داد ملک، وڈاکٹر طاہر رضا بخاری، ناشر مکتبہ شمس و قمر جامعہ حنفیہ لاہور، فروری ۲۰۱۲ء / ربیع الاول ۱۴۳۳ھ
- 11- اخبار الاخیار مؤلفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ترجمہ: مولانا سبحان محمود مولانا محمد فاضل، ناشر: مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

12- تاریخ فرشتہ مؤلفہ محمد قاسم فرشتہ، ترجمہ عبدالحی خواجہ (مشفق خواجہ)، ناشر: المیزان، لاہور، ۲۰۰۸ء)

13- تاریخ نظامی مؤلفہ پیرضامن نظامی سید بخاری سابق سجادہ نشین درگاہ حضرت نظام اولیاء، ناشر: پیرزادہ خواجہ احمد نظامی، نیجٹ کتب خانہ نظامی دہلی،

14- حضرت مجدد الف ثانیؒ حاشیہ مؤلفہ مولانا شاہ زوار حسین

15- نزہۃ الخواطر مؤلفہ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی

16- تذکرہ اکابر گنگوہ مرتبہ مفتی خالد سیف اللہ گنگوہی، ناشر: مکتبہ شریفیہ گنگوہ، ۱۳۳۵ھ

18- تاریخ و تذکرہ خانقاہ سرہند شریف مؤلفہ محمد نذیر رانجھا

19- روح الارواح "مؤلفہ خواجہ شاہ فیضان احمد، رام پور سہارن پور